رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دُور اُس مُنہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

دہلی نمبر ۲

ایڈیٹر عاجز قاسم علی

جلد ۳۴ نمبر ۲۷-۲۶ / ۲۸

موضہ ۱۶-۲۰ اپریل ۱۹ء مطابق ۲/۹ ۱۶ جمادی الثانی سنہ ۳۴ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

اہل دہلی کا چیلنج مباہلہ منظور ہے

ہیں خدا کے فضل سے شیر نیستاں آج ہم
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار
ہم جری ہیں ایسے حملوں سے کبھی ڈرتے نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم مردوں کی ہے ہمکو سہار

اہل دہلی کی طرف سے ایک اشتہار کسی عبدالرحمن نام ساکن راولپنڈی نے جو غیر مقلدین راولپنڈی کی مسجد کے امام کا خلف رشید ہے۔ مطبع نامی دہلی میں چھپوا کر ہمارے خلاف شائع کیا ہے۔ جس کی ایک کاپی ہمارے پاس بھی پہنچی ہے۔ اس اشتہار میں عبدالرحمن مذکور نے زیر سرخی "مرزا قادیانی کے عقائد کفار"۔ بہت بدزبانی کے بعد جماعت احمدیہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ ہم اُس کی گالیوں کے جواب کو حوالہ بخدا کرکے اصل چیلنج مباہلہ کا جواب دیتے ہیں۔ مگر پہلے اس کے اصل الفاظ چیلنج نقل کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں ؛

چیلنج ۱۔ ہم جماعت مرزائیہ کو مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں۔ کہ ہم سب ملکر جھوٹے بدمذہب اور انبیاء و ائمہ کی تحقیر کرنے والوں پر لعنت کریں۔ اور عجز و زاری سے دعا کریں۔ کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے ناحق اور گمراہی پر جو ہے۔ اس کو رسوا کرکے ہلاک کر اور ہم سب آمین کہیں۔ پس اگر وہ بچتے ہیں۔ تو اس دعوت کو قبول کریں۔ اور اگر وہ قبول نہ کریں۔ تو ناظرین جان لیں۔ کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں" ؛

یہ ہے وہ درخواست ہلاکت جو راولپنڈی کے امام کے فرزند نے اپنی جان پر قبول کر دی ہے۔ لیکن اُسے یہ خبر نہیں۔ کہ مباہلہ قرآن مجید کی کس آیت کی بناء پر کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے ہم پہلے وہ آیت یہاں نقل کرتے ہیں۔ جو مباہلہ کی اجازت دیتی ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے۔ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین" یعنے جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ۔ آؤ ہم اپنے بیٹے بُلاویں۔ اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ پھر دعا کریں۔ اور لعنت ڈالیں اللہ کی جھوٹوں پر"۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ جانبین سے معہ زن و مرد کے میدان مباہلہ میں نکلکر ایک دوسرے پر لعنت کریں۔ سو خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرکے اس حکم قرآنی کے مطابق

ہم چیلنج مباہلہ منظور کرتے ہیں

اور پورے زور سے اعلان کرتے ہیں۔ کہ دہلی والوں میں سے کوئی فریق خواہ اہلحدیث ہو یا حنفی۔ نظامی ہو یا مجددی۔ نقشبندی ہو یا سہروردی۔ مگر ایسا ضرور ہو جس کے مباہلہ کا اثر نتیجہ خیر و ثمرات ہو سکے۔ میدان مباہلہ میں معہ زن و فرزند نکل کر اپنی ایمانی قوت کا نمونہ پیش کرے۔ تو انشاء اللہ جماعت احمدیہ میں سے بھی ایک متعدد افراد کا گروہ معہ زن و فرزند حسب منطوق آیت مباہلہ اس میدان کارزار میں پیش ہوگا۔ لیکن حسب منشاء آیت محل مباہلہ کرنے سے قبل کم از کم تین گھنٹہ تک صداقت مسیح موعود علیہ السلام

کے دلائل ہم پیش کریں گے۔ تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ بعد ازاں اسی میدان میں اسی وقت مباہلہ ہوگا۔ اور مباہلہ ان الفاظ میں کرنا ہوگا ؎

فریق احمدیہ یہ دعا کرے گا۔ کہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ مسیح ناصریؑ اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ نہیں اٹھائے گئے۔ اور نہ وہ اس وقت تک زندہ ہیں۔ اور نہ کسی آئندہ زمانہ میں وہ دوبارہ دنیا میں زمین یا آسمان سے آئیں گے۔ بلکہ وہ مثل دیگر انبیاء علیہم السلام کے وفات پاکر زمین میں دفن ہیں۔ اور جس مسیحؑ اور مہدی کے آنے کی پیشگوئی اسلام میں موجود ہے اسکا سچا اور صحیح مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام ہے۔ اور ہمارا یقین اور ایمان ہے۔ کہ وہ خدا کا برگزیدہ نبی اور رسولؐ تھا جسکو باتباع خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نبوت ملی۔ سو اگر ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان اور یقین قرآن مجید و احادیث شریفہ کے خلاف ہے۔ تو اے خداوند قدوس تو ہمپر ایک سال کے اندر وہ عذاب نازل کر جو کسی پر نہ نازل کیا ہو۔ اور اگر ہمارا یہ ایمان مطابق قرآن مجید و احادیث شریفہ کے ہے۔ اور تیرے فرمان اور مرضی کے [illegible] تو فریق مخالف پر (یہاں اُن کا پتہ و نشان بیان کرنا ہوگا) ایک سال کے اندر اندر ایسے ایسے سخت عذاب نازل کر۔ کہ اُن میں سے کوئی بھی ان عذابوں سے نہ بچا رہے۔ اور وہ عبرتناک عذاب دوسرے لوگوں کے لئے موجب ہدایت ہو۔ اس دعا پر دونوں فریق آمین کہیں گے ؎

اور فریق مخالف کو یہ دعا کرنی ہوگی۔ کہ ہم بروئے قرآن مجید و احادیث صحیحہ ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ کہ مسیح ناصریؑ اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تھے۔ اور اب تک وہ آسمان پر بجسم خاکی زندہ موجود ہیں۔ اور وہی آئندہ کسی زمانے میں مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مصداق بنکر آسمان سے اُتریں گے۔ ایسا ہی مہدی معہودؑ ایک دوسرا وجود ہوگا۔ جو مہدی والی پیشگوئی کے مطابق مکہ یا مدینہ میں پیدا ہوکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوگا۔ جس کے ساتھ ملکر مسیحؑ آسمان سے نازل ہوکر قتل و جہاد و اشاعت اسلام وغیرہ کریں گے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جو مسیح موعودؑ اور مہدی معہود نبی اللہ و مجدد الوقت و امام زمان ہونے کا دعوے کرتا تھا۔ ہم جھوٹا۔ مفتری و کذاب۔ دجال خارج از اسلام یقین کرتے ہیں۔ اس کو کوئی تعلق خدا کے ساتھ نہ تھا نہ کوئی الہام و وحی خدا کی طرف سے اُس پر نازل ہوئی اور جسقدر دلائل اُس کی صداقت کے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ سب قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ وہ مسیح موعود و مہدی والی پیشگوئی کا ہرگز مصداق نہ تھا۔ سوائے خدا قہار و جبار اگر ہمارا ایمان خلاف قرآن و احادیث ہو۔ اور میرے حکم سے انحراف ہے۔ تو ہمپر ایک سال کے اندر اندر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرما جو آج تک کسی پر نہ اترا ہو۔ اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق ہمارا ایمان صحیح ہے۔ اور مطابق تیرے فرمان کے ہے۔ تو اُس کے فریق پر جو ہمارے مقابلہ میں مباہلہ کر رہا ہے دردناک عذاب ایک سال کے اندر بھیج۔ تاکہ دنیا کو ہدایت نصیب ہو۔ اسپر دونوں فریق کہیں گے۔ آمین۔ اس کے بعد مباہلہ ختم ہوکر ہر ایک فریق اپنے اپنے گھر چلا جائے۔ اور ایک سال تک جو کہ مباہلہ کی مدت مسنونہ ہے۔ اس کے نتیجہ کا انتظار کرے۔ پھر انشاء اللہ دنیا جان لے گی۔ کہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ؟

اب ہم اس اعلان کے بعد دیکھتے ہیں۔ کہ کون کون بہادر اہلحدیث یا حنفی فریق سے یا کسی اور مدعی اسلام گروہ سے اس جہاد پر نکلتا ہے۔ یہ وقت ہے۔ کہ مولوی سید عبدالسلام نبیرہ سید نذیر حسین متوفی اور مولوی عبدالوہاب اہلحدیث صدر بازار اور مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خانچند اور ان کے ساتھ ہی فرقہ حنفیہ سے مولوی ابراہیم ابن مولوی محمد حسین فقیر و مولوی کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی و دیگر مولویان مدرسہ حسین بخش و فتحپوری و مدرسہ عبدالرب وغیرہ اپنے اپنے اعتقاد اور ایمان اور یقین کا دنیا کو نمونہ دکھائیں۔ اور خدائی فیصلہ کے لئے اس فریق کے مقابلہ میں مباہلہ کے واسطے میدان میں آئیں۔ جس فریق کو خارج از اسلام یا دجالی گروہ یا مرتد یا دشمن اسلام سمجھتے اور کہتے اور لکھتے ہیں۔ ہاں! ہاں!! اب وقت آگیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ایمان باللہ کا پردہ اُٹھ جائے۔ اور ان سب مدعیان ایمان و اسلام کی حقیقت آشکارا ہو جائے۔ کیا ان میں سے کسی کو جرأت ہوگی۔ کہ وہ اس فیصلہ کے لئے جسمیں نہ کوئی لڑائی ہے۔ نہ جھگڑا صرف خدا سے داد خواہی ہے۔ میدان میں آجائے ؎ تقریب زمانہ دیکھ لیگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نامبردگان اپنی تیاری و ایمانی قوت کا اعلان کرکے ہمیں کب اطلاع دیتے ہیں ؎

یہ واضح رہے۔ اگر مطابق آیت مباہلہ کوئی فریق نہ اُٹھا۔ اور پھر کسی مجہول نامعقول چیز کی طرف کوئی اشتہار حیلہ بہانہ کرکے اس موت سے بچنے کے لئے شائع کردیا۔ تو :-

اے زمین سُن رکھ اور اے آسمان گواہ رہنا
اور اے اہل دہلی جان لو

کہ ہم نے تمہارے علماء پر آخری حجت پیش مباہلہ کی بھی پوری کردی۔ اب بھی اگر وہ نہ مسیح موعودؑ پر ایمان لائیں۔ نہ اُس کی تکذیب سے باز آئیں۔ اور نہ میدان مباہلہ میں حاضر آئیں تو خوب سمجھ لو۔ کہ وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہیں۔ اور اُسپر خدا و رسولؐ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ آمین ؎

نوٹ :- مباہلہ کے واسطے تاریخ و دن و مقام بہ رضامندی فریقین مقرر ہوگا۔ اسکا جواب مطبوعہ آنا چاہیئے مباہلہ میں کم از کم دس آدمی ہوں۔ اور وہ معہ زن و فرزند کے ہوں۔ جو کہ منشاء و منطوق آیت مباہلہ کا ہے۔ کیونکہ آیت میں تمام صیغے جمع کے ہیں۔ جن سے ایک جماعت کا ہونا پایا جاتا ہے۔ اور اگر مندرجہ صدر مولویان اپنی ایمانی کمزوری اور عدم یقین اعتقاد کے باعث بزدلی دکھائیں۔ اور سامنے نہ آئیں۔ تو ان کو یہ بھی اجازت ہے۔ کہ وہ سب ملکر اپنی طرف سے ایک شخص کو معہ اُس کے زن و فرزند کے بدیں شرائط پیش کریں۔ کہ اُسپر مباہلہ کا اثر جو ہوگا۔ وہ ہمپر حجت ہوگا۔ اور ایسی تحریمین اخباروں میں (ایک اہلحدیث اور دوسرا پیسہ اخبار لاہور۔ نیز المعات لاہور) چھپوانی ہوگی۔ اس کے بعد مباہلہ ہوگا ؎

اے دہلی کے رہنے والو! اُٹھو اور ان جھوٹ نشینوں اور کفر بازوں مفت خوروں کو غیرت دلاکر خدائی فیصلہ کیطرف نکال لاؤ۔ تاکہ تم کو خدا کا ہاتھ اپنی ہستی اور اپنے برگزیدہ مسیح موعود قادیانی علیہ السلام کی صداقت روز روشن کی طرح دکھلا دے ؎

قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان

یلو اکسائڈ آف مرکری موتی میراز نک لفاس شب توتیا۔ سرمہ اصفہانی

سرمہ نور شباب :- اس سرمہ کے تمام اجزا طبی فوائد کے رو سے آنکھ کی ہر ایک بیماری کے واسطے منودہی اکسیر کا حکم رکھتے ہیں جب انکو مرکب کیا گیا تو بجلی اپنا کام کرتی ہے ایسے ہی یہ سرمہ اپنی برقی طاقت سے ضعف بصر کے لئے مسیحائی اثر رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں دھند۔ جالا پڑوال۔ کگرے۔ خارش چشم آنکھ سے لیدار رطوبت کا نکلنا ان امراض کے لئے بفضلہ نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔ قیمت ۲ ماشہ عمدہ چھ ماشہ ۱؎ فی تولہ ۱۲ سیر

عبدالرحمن نظام جان کاغانی قادیان۔ (گورداسپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

مورخہ ۶-۱۳-۲۰-اپریل ۱۹۱۶ء

غیر احمدی علماء دہلی کے چیلنج مناظرہ کا انجام

ہمارے جلسے ۷۔ مارچ کو جب نہایت کامیابی سے ختم ہوگئے تو دہلی کے متوسط الحال غیر احمدی اصحاب میں چرچا شروع ہوا کہ کیا باعث ہے احمدیوں کے مقابلہ میں ہمارے علماء نہیں نکلتے اور پانچ یوم کی متواتر تقریروں سے سنجیدہ طبقہ یہ بخوبی معلوم کر چکا تھا کہ یہ لوگ جنکو قادیانی قادیانی کہکر بدنام کیا جاتا ہے یہ گروہ جاہل نہیں۔ بڑے بڑے عالم اور مولوی فاضل اور گریجوئیٹ بی۔اے۔ ایم۔اے۔ وکیل۔ بیرسٹر وغیرہ اعلیٰ طبقہ کے لوگ ہیں اور جو باتیں کہتے ہیں وہ قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہیں اور اسلام کی بڑی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت عزت انکے دل میں ہے۔ نمازیں بھی ہماری طرح پڑھتے ہیں۔ تقریریں اسقدر مدلل اور معقول کرتے ہیں کہ ہر شخص کی سمجھ میں آجائیں۔ پھر کونسی وجہ ہے کہ ہمارے غیر احمدی علماء خواہ مقلد ہوں یا غیر مقلد وہ نہ تو خود انکے جلسوں میں آکر کچھ اعتراض و سوال و جواب کرتے ہیں نہ ہم لوگوں کو آنے دیتے ہیں۔ ہم نے آکر جو دیکھا یا سنا وہ قابل قبول معلوم ہوتا ہے۔ اب کیا کریں آخر سوچ بچار کے بعد ایسے لوگوں میں سے بعض جو نہایت غیور تھے مولویاں دہلی سے ملے انکو اکسایا۔ کہ وہ کچھ فیصلہ کریں انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تو مذبذب ہو گئے احمدیوں کے لیکچروں کا اثر خوب ہوا ہے اگر آپ لوگ انکا کوئی جواب نہ دینگے تو ضرور دہلی میں سے کئی لوگ احمدی ہو جائیں گے۔ علماء حجرہ نشین نے بعض کو تو اپنے فتوی سے ڈرا کر چپ کرا دیا اور بعض کی طفل تسلی یہ کہکر کرنے لگے کہ قادیانیوں نے مباحثہ مناظرہ سے تو انکار ہی کر دیا ہوا ہے اپنے اشتہارات اور بورڈوں پر لکھکر لگا دیا ہے کہ کوئی مباحثہ یا مناظرہ نہ ہوگا۔ پھر ہم جلسوں میں چلکر کیا کرینگے۔ حالانکہ یہ عذر نامعقول عصمت بی بی از بے چادری کا مصداق تھا۔ کیونکہ عربی تقریروں میں جو خاص مدعیان علوم عربی کے واسطے کی گئی تھیں اور انکو عربی میں اعتراض و سوال و جواب کرنیکی اجازت تھی۔ مگر بوجہ عدم قابلیت زبان عرب اپنی پردہ دری سے ڈر کر جلسہ میں آئے نہیں اور بہانہ کر دیا کہ اسواسطے نہیں آئے کہ مناظرہ کی اجازت نہ تھی۔ بہرحال لوگوں نے انسے کہا کہ آپ قادیانیوں سے مناظرہ کریں اگر وہ آپ سے مباحثہ کرنے سے انکار کر دیں گے تو ہم سمجھ جائینگے کہ وہ ڈرتے ہیں اور آپ برسرحق ہیں۔ اس قسم کی تشنیع کے بعد گروہ علماء میں سے ایک آدھنے کہدیا کہ اچھا تم قادیانیوں کو آمادہ کرو کہ وہ مباحثہ کریں اگر وہ تیار ہونگے تو ہم انکو مباحثہ کا چیلنج دینگے لیکن انہوں نے ۴ دن میں چلے جائینگے) جوانکے لئے وبال جان ہو کر گلے کا ہار ہو گیا۔ اس گفت وشنود باہمی کے بعد ۷۔ مارچ کی صبح کو ہمارے پاس ایک معزز شخص جن کا اصلی نام حافظ عطاء الرحمن تھا اور غلطی سے ہم کو خلیل الرحمن بتایا گیا ہمارے مکان پر تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ اگر آپ صاحبان ہمارے علماء سے مباحثہ کریں تو امید ہے کہ مفید ہوگا اور ہر طرح سے قابل اطمینان طور پر اسکا انتظام کیا جائیگا کیونکہ ایسے جلسہ کے محرک شہر کے معزز و مہذب طبقہ کے لوگ اور علماء ہیں۔ اور انہی کے مشورہ سے میں آپ صاحبان کا منشاء پوچھنے کے لئے آیا ہوں۔ ہم نے انکو جواب دیا کہ بے شک ہم ایسے مناظرہ کے لئے جسکا انتظام شرفاء دہلی کریں تیار ہیں ہماری عین منشاء ہے کہ نیک نیتی سے حق و باطل کا فیصلہ کر لینے لئے ہمارے مخالف علماء کسی شریفانہ مجلس میں جمع ہوں مگر وہ ایسا نہیں کرتے۔ اب آپ ہم کو اطمینان دلاتے ہیں تو ہم ایسے مباحثہ کی تحریری درخواست آنے پر انشاء اللہ انکار نہ کرینگے آپ اُن علماء سے تحریری چیلنج مناظرہ کا لاویں ہم اُن کے چیلنج کو منظور کرینگے۔ ہمارا جواب سُنکر حافظ عطاء الرحمن[1] صاحب یہ وعدہ کرکے کہ کل ۸۔ مارچ کو انشاء اللہ بدستخط علماء و معززین آپکی خدمت میں ایسا چیلنج تحریری لاؤنگا اور اُسکے بعد انتظام جلسہ کیا جائیگا۔ تشریف لیگئے پھر نہ معلوم کہ علماء نے منظور نہ کیا یا کوئی اور وجہ ہو گئی کہ وہ ہمارے پاس نہ آئے۔ ہمیں ضرورت نہ تھی کہ انکی تلاش کریں۔ ہم دوسرے جلسوں میرٹھ پانی پت وغیرہ میں چلے گئے اور آریہ سماج کا چیلنج مناظرہ آگیا جس کا مفصل حال گذشتہ فاروق میں طبع ہو چکا ہے۔ اُن سے خط و کتابت شروع رہی اور خیال کیا کہ غیر احمدی علماء کا بھی چیلنج آجائیگا انتظار کریں۔ مگر ؎

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔

مولوی بھی خفتہ اور اُنکے زیر اثر بھی نائم۔ پس ؎

چنیں خفتند کہ گوئی مردند

کسی کی طرف سے چیلنج نہ آیا۔ مگر بے حیائی دیکھو کہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت کے مصداق کسی کاذب نے روزانہ اخبار ۹۔ مارچ میں مندرجہ ذیل کذب صریح شائع کر دیا

"علماء دہلی اور قادیانی وفد"

علماء دہلی کو لاہوری مسلمانوں کی طرف سے توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ قادیانی مشن کا خیر مقدم مناظرہ اور مباحثہ سے کرے چنانچہ دہلی کے آمدہ ایک خط سے معلوم ہوا کہ علماء دہلی نے اس درخواست پر پوری توجہ فرمائی اور قادیانی گروہ کو مناظرہ مباحثہ کے لئے دعوۃ دی (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) مگر مرزائی وفد نے مناظرہ مباحثہ سے گریز کیا (ثم لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین) غلام نقشبند از لاہور

اس کذاب راوی کی تردید میں ہم نے ۱۲۔ مارچ کو ایک اشتہار حسب ذیل چھپوا کر دہلی میں تقسیم کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

"سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ضروری اعلان"

"اہل دہلی پر اتمام حجت"

"اہل دہلی کو معلوم ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مبلغین نے اپنے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی کے ارشاد کے ماتحت کئی روز تک متواتر عربی۔ انگریزی اردو زبانوں میں راما تھیٹر میں لیکچر دیئے ہیں ان لیکچروں کے اشتہارات خاص خطوط کے ساتھ علماء دہلی و رؤساء و شرفاء دہلی کی خدمت میں بھیجے گئے تھے سلسلہ احمدیہ کے مسائل کے لیکچروں میں سوال و جواب کا موقعہ بھی دیا گیا۔ لیکچروں کے ختم ہونے کے بعد ۷۔ مارچ ۱۹۱۶ء کو ہمارے قیامگاہ پر ایک معزز آدمی نے (جنکا اسم گرامی حافظ خلیل الرحمن صاحب مہر کن ہے) آکر فرمایا کہ میں بعد مشورہ و صواب دید عمائد شہر دہلی آیا ہوں۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے اہتمام سے پورے امن و سکون کے ساتھ ایک مجلس مناظرہ منعقد کر کے مسائل اختلافیہ فیما بین کا فیصلہ کرائیں اگر آپ

[1] اصلی نام اُن کا حافظ عطاء الرحمن تھا مگر بتلانے والے نے غلطی سے خلیل الرحمن نام بتایا جو اُنکے چھوٹے بھائی کا نام ہے۔ غلطی نام سے اصل واقعہ میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ (ایڈیٹر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیار ہوں تو اس کا انتظام کیا جائے ہم نے جواب دیا کہ اس قسم کا جلسہ جس کے منتظم اعلیٰ طبقہ کے اصحاب ہونگے مبارک اور مفید ہو سکتا ہے وہ اس کا چیلنج ہم کو دیں تو بعد تصفیہ شرائط ہم اس مباحثہ کو منظور کرینگے۔ اسپر حافظ صاحب نے وعدہ فرمایا کہ میں کل تک انکی طرف سے چیلنج لادوں گا۔ مگر افسوس کہ اب تک باوجود گذر جانے چار پانچ یوم کے کوئی چیلنج ہمارے پاس کسی ذریعہ سے نہیں پہنچا اور ہم آجتک انتظار میں ہیں۔ ہمارے علماء بھی بعض علماء کی خدمت میں بغرض تبادلہ خیالات حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بعد مشورہ علماء ہم جواب دینگے لیکن برخلاف اسکے محض غلط بیانی کے طور پر لاہور کے پیسہ اخبار میں شائع کرایا گیا ہے کہ احمدی جماعت کے علماء کو مباحثہ کا چیلنج دیا گیا اور وہ بھاگ گئے۔

اسلیئے اس غلط بیانی کو دور کرنے کے لیئے ہم یہ اعلان کر کے عوام و خواص کو مطلع کرتے ہیں کہ لیکچروں کے بعد ۸- مارچ ۱۹۱۶ء سے آجتک ہم اسی غرض سے ٹھہرے ہوئے ہیں تاکہ بعد میں غلط واقعات بیان کرنے کا موقعہ نہ رہے اگر ۱۵- مارچ ۱۹۱۶ء کی شام تک کسی ذمہ دار عالم یا رئیس دہلی کی طرف سے باقاعدہ تحریری چیلنج مباحثہ نہ پہنچا تو یہ اعلان ہمارے اس اقدام حجت پر جو ہم لیکچروں کے ذریعہ کر چکے ہیں اضافہ ہوگا۔ پس اے زمین سن رکھ اور اے آسمان گواہ رہ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کا پیام اہل دہلی کو پہنچا دیا ہے۔

نوٹ:- اسکے متعلق خط و کتابت بنام حکیم مولوی خلیل احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی متصل جامع مسجد بالاخانہ نواب فیض احمد صاحب کریں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

۱۳- مارچ ۱۹۱۶ء مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی۔"

یہ اشتہار پیسہ اخبار کے غیر ذمہ دار نامہ نگار کی تکذیب کے لیئے کافی ہے کہ ۱۳- مارچ تک ہمارے پاس کسی مولوی یا غیر مولوی کا چیلنج مباحثہ نہیں پہنچا۔ مگر آفرین ہے پیسہ اخبار کے نامہ نگار پر کہ اس نے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارتے ہوئے ذرا شرم نہیں کھائی۔ آگے دیکھیئے کہ اس اشتہار کی اشاعت پر ہمارے پاس مندرجہ ذیل چیلنج کردہ اہلحدیث شہر دہلی کے مولوی سید عبدالسلام صاحب بنیرہ مولوی سید نذیر حسین متوفی کی طرف سے وصول ہوا۔ جسکا جواب دستی مولوی عبدالسلام صاحب کو بھیجدیا اور مطبوعہ اہل شہر کیلئے تقسیم کر دیا جو آگے آتا ہے۔

اہلحدیث کا چیلنج مناظرہ

بخدمت شریف جناب حکیم مولوی خلیل احمد صاحب مہتمم

ایک اشتہار مورخہ ۱۳- مارچ ۱۹۱۶ء منجانب سلسلہ عالیہ احمدیہ اور دوسرا اعلان بعنوان مرزائیوں کا سفید جھوٹ مشتہرہ حافظ خلیل الرحمن صاحب مہر کن۔ آج نظر سے گذرا ہے۔ ان جملہ امور سے قطع نظر کر کے ہم خالصاً لوجہ اللہ[1] سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی کو بذریعہ ہذا اطلاع دیتے ہیں کہ اگر ان صاحبان کو مناظرہ احقاق حق کے لیئے منظور ہے تو اول شرائط مناظرہ طے کر کے مجلس مناظرہ منعقد کریں تمام اہل دہلی عموماً اور خصوصاً تردید عقایدہ باطلہ[2] سلسلہ احمدیہ کے لیئے بفضلہٖ اسی طرح طیار ہیں کہ جس طرح مرزا صاحب آنجہانی کے وقت میں موجود تھے فقط ۱۴- مارچ ۱۹۱۶ء

(نوٹ) اس کا جواب بذریعہ دفتر کانفرنس اہلحدیث بازار بلیماران دہلی مرحمت فرماویں۔ ۱۴- مارچ ۱۹۱۶ء

الراقم

سید عبدالسلام نبیرہ شمس العلماء مولوی سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناظرین یاد رکھیں کہ ہم نے اشتہار مورخہ ۱۳- مارچ میں یہ لکھا تھا کہ جس مولوی نے مناظرہ کرنا ہے وہ چیلنج تحریری ۱۵- مارچ تک ہمارے پاس بھیجدے اس اشتہار کے مطابق مولوی سید عبدالسلام صاحب نے یہ چیلنج مناظرہ بھیجا ہے اور چالاکی سے یہ ذو معنی فقرہ لکھکر کہ "مجلس مناظرہ منعقد کریں" پہلے سے ہی گریز کا رستہ تیار کر لیا ہے مگر ہم انکی چالاکیوں سے بفضل خدا واقف تھے اسلیئے ہم نے اسکے جواب میں کھولکر لکھدیا کہ مولوی عبدالسلام کا چیلنج مناظرہ منظور ہے اور مناظرہ عبدالسلام سے ہی ہوگا۔ چنانچہ حسب ذیل جواب ہم نے بذریعہ رقعہ عبدالسلام صاحب کو بھیجدیا اور ایک اشتہار منظوری چیلنج کے متعلق چھپوا کر شہر دہلی میں تقسیم کر دیا جسکی نقل رقعہ کے بعد ناظرین کے ملاحظہ کے لیئے کر دی ہے۔

چیلنج منظور ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

ما استکبر و ما ابیٰ۔

عاجی عبدالغفار صاحب کے ہاتھ آپنے احمدی مبلغین دہلی کو جو مباحثہ کا تحریری چیلنج دیا ہے۔ ہم خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے بڑی خوشی سے اسے منظور کرتے ہیں اور آپکے ساتھ مناظرہ کرنیکو طیار ہیں۔ اور آپنے جیسا کہ اپنے چیلنج میں من وجہ ظاہر فرمایا ہے آپکے چیلنج کو اہل دہلی کے عوام و خواص کی طرف سے قرار دیکر آپ اہل دہلی کا قائم مقام اور نمائندہ ہونے کی حیثیت میں بعد تصفیہ شرائط مناظرہ کرینگے امید ہے آپنے جس جوش اور جرأت کے ساتھ ہمیں چیلنج دیا ہے اسکو ضرور پورا کرینگے۔ شرائط کے تصفیہ کے لیئے آپکے پاس ایک وفد بھیجا جائیگا۔ وقت اور مقام سے اطلاع دیں۔ آپکے ارشاد کے موافق یہ خط بذریعہ دفتر کانفرنس اہلحدیث بھیجا جاتا ہے۔ فقط ۱۵- مارچ ۱۹۱۶ء قبل دوپہر

خاکسار

خلیل احمد۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مقیم دہلی متصل جامع مسجد

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین

مولوی سید عبدالسلام صاحب نبیرہ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی کا چیلنج مباحثہ منظور"

مولوی سید عبدالسلام صاحب احمدی جماعت مناظرہ کرینگے"

مولوی سید عبدالسلام صاحب نبیرۂ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی نے کل ۱۴- مارچ ۱۹۱۶ء کو رات کے ۹ بجے کے بعد حاجی عبدالغفار صاحب کی معرفت احمدی جماعت کے مبلغین دہلی کو مباحثہ کا چیلنج دیا ہے ہم مولوی سید عبدالسلام صاحب کے ساتھ مباحثہ منظور کرتے ہیں۔

مولوی سید عبدالسلام صاحب نے اپنے چیلنج مباحثہ میں ظاہر کیا ہے کہ "تمام اہل دہلی عموماً اور خصوصاً تردید عقایدہ باطلہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیلئے بفضلہٖ اسی طرح پر طیار ہیں کہ جس طرح پر مرزا صاحب آنجہانی کے وقت میں موجود تھے" مولوی صاحب کے اس فقرہ کی علمی اور واقعاتی تنقید کو چھوڑ صرف یہ گذارش کرنا چاہتے ہیں کہ مولوی سید عبدالسلام صاحب کا یہ چیلنج چونکہ کل مسلمانان دہلی عوام و خواص کی طرف سے بحیثیت قائم مقام ہے اور حاجی عبدالغفار صاحب جیسے معروف اور ذمہ دار آدمی کا لیکر آنا اسکی خصوصیت کا موید ہے اسلیئے یہ مباحثہ جو مولوی سید عبدالسلام صاحب احمدی جماعت کے مبلغین دہلی سے کرینگے تمام غیر احمدی علماء اور عوام پر حجت ہوگا۔

مولوی سید عبدالسلام صاحب جس جرأت اور جوش کے ساتھ چیلنج دینے کے لیئے آگے بڑھے ہیں امید ہے کہ اہل دہلی

---

[1] اصل چیلنج میں ایسا ہی ہے۔

[2] اصل چیلنج میں اسی طرح لکھا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو اپنے فیض سے تشنہ کام رہنے دینگے اور میدان مناظرہ میں قرآن کریم سے حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کا اسی جسم عنصری سے زندہ آسمان پر جانا اور اسوقت تک زندہ رہنا ثابت کرینگے۔ ہم اپنی طرف سے منظوری مباحثہ کا اعلان کرتے ہیں۔ شرائط مناظرہ علیحدہ وفد کے ذریعہ مولوی سید عبدالسلام صاحب کے پاس بھیجی جائیں گی انکی منظوری پر شرائط کا اعلان بھی انشاء اللہ کردیا جائیگا۔

اہل دہلی مولوی سید عبدالسلام صاحب نیرہ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی کا مباحثہ احمدی مبلغین کے ساتھ سننے کے لیئے طیار ہوجائیں۔ ہم انکے چیلنج کا ندا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ان الفاظ میں جواب دیتے ہیں۔

وان ناضلتنی فتری سھامی ۔ دمثلی لایفر من النضال

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق اور باطل میں اس ذریعہ سے فیصلہ فرماوے۔ آمین

نوٹ :- مولوی سید عبدالسلام صاحب نے جواب دفتر کانفرنس اہلحدیث کی معرفت بھیجا تھا اسی پتہ سے انکی پاس جواب بھیجا گیا ہے

نوٹ :- شرائط کا فیصلہ وفد کے ذریعہ کرنے سے مولوی صاحب نے انکار کردیا ہے تحریری شرائط مانگی ہیں جو بھیجدی گئی ہیں

المشتہر

مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ دہلی ۱۵- مارچ ۱۹۱۶ء

اس اشتہار اور رقعہ میں ہم نے تین باتیں انکے جواب میں تحریر کی ہیں کہ (۱) مباحثہ کا چیلنج آپنے (یعنی مولوی عبدالسلام نے) دیا ہے جو منظور ہے (۲) آپکے اہل دہلی کا قائم مقام اور نمائندہ ہونیکی حیثیت میں مناظرہ کیا جائیگا (۳) جس جوش اور جرأت کے ساتھ آپنے چیلنج دیا ہے امید ہے کہ اسکو پورا کرینگے (۴) تصفیہ شرائط کے لیئے آپکے پاس وفد بھیجا جائیگا۔ یہ وہ امور ہیں جن سے ہر ہوشمند عقل کا آدمی بھی فوراً سمجھ لے گا کہ ہماری طرف سے اس چیلنج کی منظوری بڑی خوشی سے ہوئی ہے اور ہم اس سے مناظرہ کرنیکے لیئے بفضلہ تعالیٰ جلد سے جلد تر تصفیہ شرائط کے بعد آمادہ ومستعد ہیں اسکا جواب انہوں نے یہ دیا۔

الحدیث کا جواب

الحمد للہ وکفیٰ۔ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

بخدمت مولوی خلیل احمد صاحب۔

۱۵- مارچ ۱۶ء کا رقعہ۔ بجواب تحریر مورخہ ۱۴- مارچ ۱۶ء معرفت دفتر اہلحدیث کانفرنس پہنچا شرائط مناظرہ لکھ کر بھیجدینے کا کہا تھا اور ہیں۔ وفد کی زبانی یہ امور طے ہونے طول عمل اور موجب خلل ہونگے۔

امید کہ اظہار حق کو مدنظر رکھکر طویل وفضول امر سے اجتناب ہوگا۔

رہا معاملۂ مناظرہ اسکی نسبت میں بھی بعونہ تعالےٰ بہت خوشی سے مستعد ہوں۔ اگر مسلمانان دہلی مجھ ہی کو نامزد کریں۔ کیونکہ مطلب احقاق حق سے ہے نہ نام و نمود سے۔

المرقوم ۱۵- مارچ ۱۹۱۶ء

الراقم

سید عبدالسلام

اس جواب میں ہماری چار باتوں میں سے ان دو باتوں کا کہ (۱) "مباحثہ کا چیلنج آپنے دیا ہے جو منظور ہے اور (۳) امید ہے کہ آپنے جو چیلنج دیا ہے اسے پورا کرینگے کچھ جواب نہیں دیا جس سے معلوم ہوگیا کہ انکو اپنے چیلنج دینے سے ابھی انکار نہیں۔ البتہ باقی دو باتوں کا جن سے انکو انکا تھا یہ جواب دیا کہ (۴) وفد بھیجنا طول عمل ہے شرائط لکھکر بھیجدیں۔ (۲) مناظرہ کرنے کے لیئے میں مستعد ہوں اگر مسلمانان دہلی مجھ ہی کو مناظرہ کے لیئے نامزد کریں اب معاملہ صاف ہوگیا کہ چیلنج دینے سے انکو انکار نہیں ورنہ جس طرح اپنے مناظر ہونیکو اہل دہلی کی منظوری کے ساتھ مشروط کیا تھا اسی طرح اگر انہوں نے چیلنج مناظرہ نہیں دیا تھا تو لکھدیتے کہ ہم نے کوئی چیلنج مناظرہ نہیں دیا بلکہ احمدیوں کے چیلنج کو منظور کیا ہے۔ جیسا کہ شرائط کے پہنچنے کے بعد آپنے چیلنج سے ہی انکار کا پینترہ بدلنا شروع کردیا ہے۔ بہرحال اسکے جواب میں ہم نے حسب ذیل خط مع شرائط مناظرہ بھیجدیا۔

ہمارا جواب

"بخدمت مولوی سید عبدالسلام صاحب

آپ کا رقعہ رات ۸ بجے کے بعد جناب پیر عبدالسلام صاحب مالک مطبع فاروقی کے توسط سے ملا۔ شرائط کے فیصلہ کے لیئے آپنے وفد کے ریسیو کرنے سے انکار کردیا اور افسوس ہے کہ اسکو موجب طول عمل اور موجب خلل قرار دیا۔ بحالیکہ شرائط کا جلد سے جلد فیصلہ کرنے کے لیئے اس سے بہتر اور آسان صورت نہیں ہوسکتی۔ اور یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ موجب خلل کس طرح ہوگا؟ اگر آپنے ہماری نسبت سوءظنی فرمائی ہے کہ نعوذ باللہ ہم خلل پیدا کرینگے تو یہ امر آپ کی شان علم وتقویٰ سے دور ہونا چاہیئے تھا۔ ہاں اگر جناب کو اپنے حواشی یا مشیروں سے خدانخواستہ کوئی اندیشہ پیدا ہوا ہے تو ہم اس سے ناواقف تھے آپنے بہت مہربانی فرمائی کہ آگاہ کردیا۔ لہٰذا حسب درخواست آنمکرم شرائط مناظرہ تحریراً ارسال خدمت ہیں۔ امید ہے طول عمل سے بچانے کا آپ عملی ثبوت دینگے اور آج شام تک فیصلہ کرکے اطلاع دینگے تاکہ مباحثہ جلد شروع ہوجاوے۔

آپ اپنے مناظر ہونے کی حیثیت کو آپ اہل دہلی کے سپرد کرنا چاہتے ہیں۔ چیلنج آپنے دیا اور آپ کا مقصد یہ مظہر ہے کہ اہل دہلی عوام وخواص کی طرف سے آپنے دیا اب کیا اہل دہلی پر خدانخواستہ آپ ایسے بدظن ہیں کہ آپکے علم وفضل پر اعتماد نہیں کرینگے؟ ہم اہل دہلی سے یہ توقع نہیں کرتے اور نہ ہمیں کسی مزید فیصلہ کی ضرورت ہے ہاں آپ بیشک اس صورت میں مناظر کی حیثیت سے الگ ہوسکتے ہیں جب آپ دہلی کے مستند علماء اور معتمد علیہ رؤسا کی تصدیق سے ایک اعلان شائع کردیں کہ وہ آپ کو مناظر بنانا نہیں چاہتے۔ اپنے اعلان کے بعد دہلی کا جو مستند عالم آپ کی جگہ نامزد کیا جائیگا وہ مناظر قرار پائیگا۔ ہمیں احقاق حق کی خدا کے فضل سے متصور ہے مگر آپنے اپنے پہلے فقرہ میں اس کارروائی کی طرف اشارہ کیا ہے جو مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ اسلیئے ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ مسلمانوں کا وقت اور روپیہ بچانے کے لیئے ایک بار فیصلہ ہوجائے۔ آپنے چیلنج دیا ہے ہمارے مخاطب صحیح آپ ہیں اور اس خط میں بھی اپنے مناظرہ کرنے کا اقرار کیا ہے پس مناظرہ آپ ہی سے ہوگا تاوقتیکہ اعلان مذکور شائع نہ ہو۔ یہ شرائط مناسب ہذا ہے"

شرائط مناظرہ جو مولوی سید عبدالسلام صاحب نیرہ مولوی سید نذیر حسین صاحب اور مبلغین احمدی جماعت کے درمیان ہوگا"

(۱) مکان اور ضروری انتظام اور اسکے متعلق ابتدائی امور کا سرانجام دینا چیلنج دینے والے فریق کے ذمہ ہوگا یعنی مولوی سید عبدالسلام صاحب کرینگے۔

(۲) مجلس مباحثہ میں داخلہ بذریعہ ٹکٹوں کے ہو۔ اور مساوی تعداد ٹکٹوں کی فریقین کو دیجائے گی۔ ہر ایک فریق اپنے آدمیوں کو خود داخل کریگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) مکان بحث میں تشست یہ طریق یہ ہوگا کہ ہر ایک فریق ایک الگ حلقہ میں بیٹھے گا تاکہ دونوں فریقوں میں امتیاز قائم رہے اور ہر فریق اپنے حلقہ کے افعال و حرکات کا ذمہ وار قرار دیا جا سکے۔

(۴) انتظام مجلس اور شرائط مباحثہ کے نفاذ کے لیئے ہر فریق کی طرف سے ایک پریسیڈنٹ ہوگا جس کا کام صرف یہ ہوگا کہ شرائط مباحثہ کی خلاف ورزی یا غیر متعلق بات کو روکے۔ اور ایک تیسرا پریسیڈنٹ غیر مسلم فریقین ہوگا جو ہر دو میر مجلسوں میں اختلاف رائے کی صورت میں فیصلہ کریگا اور وہ ناطق ہوگا۔

(۵) مناظرہ تحریری ہوگا۔ اور مناظر کو مجلس مناظرہ میں بیٹھ کر آپ ہی لکھنا ہوگا۔

(۶) مناظرہ ہر روز ۶ گھنٹہ ہوگا۔ اس طرح پر کہ صبح ۷ بجے سے لیکر گیارہ بجے تک۔ مدعی کی تقریر اور اس کا جواب دو دو گھنٹہ میں ہو جائے پھر جلسہ برخاست ہو کر جواب الجواب کے لیئے اسی دن ۳ بجے سے ۵ بجے شام تک مجلس منعقد ہوگی۔

(۷) مسائل متنازعہ فیہا تین ہیں اثبات حیات مسیح ناصریؑ۔ وفات مسیح ناصریؑ۔ اثبات دعاوی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام۔ حیات مسیحؑ کے مدعی مولوی سید عبد السلام ہیں اور وفات مسیحؑ اور اثبات دعاوی حضرت مسیح موعودؑ کے مدعی احمدی ہیں۔

(۸) بحث حسب ذیل طریق پر ہوگی۔ پہلے روز اثبات حیات مسیح ناصری پر بحث ہوگی اس بحث میں چونکہ مولوی سید عبد السلام صاحب مدعی ہیں اسلیئے صبح سات بجے سے ۹ بجے تک وہ اپنا پرچہ لکھکر یعنی دو گھنٹہ کے اندر اندر حاظرین کو سنا دینگے پھر ہمارا مناظر اسکا جواب ۹ بجے سے گیارہ بجے تک لکھ کر جلسہ میں سنا دیگا اور اس پر جلسہ برخواست ہوگا پھر اسی دن ۳ بجے سے ۵ بجے شام تک جلسہ ہوگا اور مولوی عبد السلام صاحب جواب الجواب کا پرچہ لکھکر دو گھنٹہ میں سنا دینگے اور اس طرح اس مسئلہ میں بحث ختم ہو جائیگی۔

دوسرے دن وفات مسیح پر بحث ہوگی اس بحث میں چونکہ ہم مدعی ہیں اسلیئے ہمارا مناظر ۷ سے ۹ بجے تک اپنا پرچہ لکھکر اس عرصہ میں سنا دیگا پھر مولوی سید عبد السلام اسکے جواب میں ۹ سے گیارہ تک اپنا پرچہ لکھکر سنا دے گا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوگا پھر اسی دن ۳ بجے مجلس منعقد ہوگی اور ہمارا مناظر جواب الجواب کا پرچہ لکھکر دو گھنٹہ کے اندر سنا دیگا اور اس طرح پر وفات مسیح کے مسئلہ کی بحث طے ہو جائے گی۔

اسکے بعد چونکہ صداقت دعاوی حضرت مرزا صاحب پر بحث ہوگی اس بحث میں تین تحریریں کافی نہیں اسلیئے بجائے تین کے پانچ تحریریں ہونگی اور بحث اس طرح ہوگی کہ تیسرے دن ۷ بجے سے ۹ بجے تک ہمارا مناظر مرزا صاحب کے دعاوی کی صداقت پر پرچہ لکھکر حاظرین کو سنائے گا۔ پھر مولوی عبد السلام صاحب ۹ بجے سے گیارہ بجے تک اپنا جواب سنائیں گے۔ اور اسپر جلسہ برخاست ہوگا پھر اسی دن ۳ بجے سے ۵ بجے تک مجلس منعقد ہوگی اور ہمارا مناظر جواب الجواب دو گھنٹہ میں سنائیگا پھر جلسہ برخاست ہوگا اور بقیہ بحث چوتھے دن ہوگی۔ اس طرح پر کہ ۷ سے ۹ بجے تک مولوی عبد السلام صاحب جواب الجواب کا جواب لکھ کر سنائینگا اور ۹ سے گیارہ تک ہمارا مناظر اس کا جواب تحریر کر کے حاظرین کو سنائے گا اور اسپر اس مسئلہ کی بحث ختم ہوگی۔

(۹) ہر پرچہ پر مناظر اور تینوں میر مجلسوں کے دستخط ہونگے اور ہر پرچہ کی ایک نقل دوسرے فریق کو دیجائے گی۔

(۱۰) بعد ختم بحث روئیداد مباحثہ فریقین کے مشترکہ خرچ اور انتظام سے شائع ہوگی۔ اسکے سوا کسی فریق کو اپنے طور پر کچھ شائع کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۱۱) ہر مناظر کو تین تین معاون رکھنے کا حق ہوگا جو اسکو صرف حوالجات وغیرہ نکالنے میں مدد دینگے۔ اور ایک ایک کاتب نقل کرنے کے لیئے جو ساتھ ساتھ نقل کرتا جائیگا۔

(۱۲) جو مناظر کسی شرط مباحثہ کی خلاف ورزی کریگا یا اپنی تحریر میں کوئی بے جا حملہ کریگا یا مقررکردہ بحث کے علاوہ کسی اور بات پر بحث کریگا یا کوئی اور ایسی حرکت کریگا جو دوران مجلس کے خلاف ہو تو اسے بذریعہ میر مجلس روکدیا جائیگا۔

نوٹ: - مولوی حکیم خلیل احمد صاحب چونکہ ڈیرہ غازیخاں تشریف لے گئے ہیں انکی غیر حاضری میں یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کام کریں گے۔

یعقوب علی ۱۶- مارچ ۱۹۰۶ء

ان شرائط کو پڑھکر جناب مولوی صاحب بنیرہ شیخ اکمل کے حواس کافور ہوئے اور سمجھا کہ یہ بلائے بے درمان مناظرہ کی مجھ پر ہی نازل ہوگئی اب کروں تو کیا کروں۔ سوائے اسکے چارۂ کار نہیں کہ کوئی یہودہ ملمع سازی کرکے کسی طرح اپنی جان بچاؤں لہٰذا یہ شست بعد از جنگ آپنے نکالی کہ۔ آپکے امام یا خلیفہ صاحب اپنی تحریر مشعر ذمہ واری ارسال کریں یا خود مولوی صاحب کے دربار میں پیش ہو کر تصفیہ شرائط کریں۔ اس تدبیر سے مولوی صاحب نے یہ سمجھکر کہ ایسا تو ہوگا نہیں اور میری جان احمدیوں سے چھٹ جائیگی۔ اپنی مخلصی کی راہ سوچی جو انکی محض نادانی تھی۔ چنانچہ انکا جواب حسب ذیل آیا۔

اہلحدیث کا جواب

بخدمت جماعت مبلغین سلسلہ احمدیہ قادیان۔

۱۶- مارچ کا رقعہ بجواب تحریر ۱۵ ماہمذکور جسمیں بارہ شرطیں اور ایک نوٹ درج ہے پہنچا جسپر یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کا نام لکھا ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کی نسبت سفر ڈیرۂ غازیخاں کا حوالہ تحریر ہے اسلیئے سب سے مقدم اور ضروری یہ امر ہے کہ آپکی جماعت کے امام یا خلیفہ صاحب اپنی ایک تحریر مشعر ذمہ واری ارسال کریں یا خود پیش ہو کر بعد تصفیہ شرائط مناظرہ ہم سے کرلیں ورنہ آج مولوی خلیل احمد صاحب روانہ ہوئے اور کل ایڈیٹر صاحب الحکم و علیہ جرا۔ تو کون ذمہ وار ہوگا بنا بران جماعت مبلغین جب تک اپنے خلیفہ یا امام صاحب کی طرف سے ذمہ داری کی باضابطہ تحریر ہم کو نہ دینگے یہ امر ہرگز مکمل و قابل التفات نہ ہوگا اس تحریر میں مناظر کا نام اور اسکے ہر قسم کے اظہار و سکوت کی ذمہ داری درج ہونی ضرور ہے باقی فضول تحریر رقعہ مذکور کا جواب اسی طرفداری حق کے لیئے جس کا ذکر اول ہی کر دیا تھا فی الحال نظر انداز ہوتا ہے۔ شرائط مجوزہ ایڈیٹر صاحب کی ترمیم اگرچہ بدون وصول تحریر ذمہ داری آپکے امام صاحب کے قبل از وقت ہے مگر بمزید احتیاط و اطمینان لکھتے ہیں کہ یہ بھی حسب ذیل طریق پر ہونی چاہیئے۔

۱- بہ نسبت شرط اول یہ کہ پیغام دینے والی جماعت مبلغین ہے نہ اہل دہلی و سید عبد السلام بس انتظام جلسہ چیلنج کے طلبگاروں پر عائد ہوتا ہے نہ چیلنج قبول کرنے والوں پر دیکھو اشتہار مبلغین مورخہ ۱۳- مارچ جسمیں ہم نے صاف طور پر یہ لکھدیا ہے (کہ اگر ان صاحبان کو مناظرہ احقاق حق کے لیئے منظور ہے تو اول شرائط مناظرہ طے کرکے مجلس منعقد کریں۔

۲- بہ نسبت شرط دوم یہ کہ مساوی تعداد ٹکٹ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ عوام و خواص بلکہ زمین و آسمان کو آپنے مدعو کیا ہوا دیکھو اشتہار مذکور ۱۳- مارچ۔ ہاں خاص مجلس میں تعداد مساوی ممکن ہے۔ ورنہ فقط اہل دہلی کے اہل اسلام کی تعداد کے مقابل اگر جماعت احمدیہ کے جملہ نفوس ہی بلا لیئے جاویں تو بھی مساوی

سوال کے انشاء اللہ تعالیٰ بہ نسبت شرط سوم و چہارم یہ کہ بہ نسبت دو دن کے صدر کے ایک صدر جلسہ مسلم و یقین یہ سب کام کر سکتا ہے اور بہتر ہے کہ ایسا صدر اہل اسلام ہی میں سے ہو اور اگر آپ کو غیر مسلم ہی پر اطمینان ہے تو انکے نام سے اطلاع دیجاوے تاکہ اسپر غور ہو سکے۔

۵۔ بہ نسبت شرط پنجم یہ کہ مناظرہ تحریری بہت مناسب ہے مگر مناظر کے خود بیٹھکر لکھنے کی قید فضول ہے کہ رغور کر لیا جاوے۔ (یہ اسلیئے کہ مولوی صاحب کو لکھنا نہیں آتا۔ ایڈیٹر)

۶۔ بہ نسبت شرط ششم یہ کہ بجائے دو گھنٹہ کے زائد سے زائد نصف گھنٹہ مقرر کیا جائے ورنہ سامعین و شائقین بے لطف ہو جائیں گے۔

۷ تا ۱۰۔ بہ نسبت شرط ہفتم تا دہم یہ کہ پہلے مناظرہ فقط اثبات نبوت و مسیحیت پر ہوگا جسکی تبلیغ آپ کرتے آئے ہیں اسلیئے کہ مناظرہ کا مقدم اور اہم پہلو یہی ہے کہ آپ احمدی ہونیکی صحت اس معنی سے ثابت کریں کہ آپکے منسوب الیہ یعنی مرزا صاحب اپنے دعووں میں سچے تھے لہذا سب سے پہلے بحث اس مسئلہ پر ہوگی کہ آیا مرزا صاحب کا دعوی نبوت و مسیحیت مہدویت صحیح ہے یا غلط۔ مرزا صاحب کی نبوت مسیحیت مہدویت کے مدعی آپ ہیں، اسلیئے ان دعووں کے ثبوت کے دلائل آپکو پیش کرنے ہونگے۔ اور اُن دلائل کا جواب ہمارے ذمہ ہوگا اور اسمیں جسقدر پرچوں کی ضرورت ہوگی اُنکی تعداد صدر جلسہ مسلم فریقین متعین کر دینگے اول دعوی نبوت پر بحث ہوگی۔ اُسکے بعد دعوی مسیحیت پر۔ اُسکے بعد دعوی مہدویت پر۔ اور یہ سب پرچے نوشتہ فریقین صدر صاحب کی سپرد کر دیئے جائینگے تاکہ صدر صاحب موصوف اُنکو ملاحظہ فرما کر جو فیصلہ دیں وہ فریقین پر حجت ہوگا اور وہی شائع کر دیا جائیگا۔ رہا مسئلہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ بزمانہ سابق طے ہو چکا ہے دیکھو رسالہ مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم و اشتہارات مطبوعہ و کیفیت روانگی مرزا صاحب از دہلی و مناظران جماعۃ احمدیہ از ریاست رام پور۔ (اس سے بڑھکر مولویصاحب کے گریز از مباحثہ کی اور کیا دلیل ہوگی۔ ایڈیٹر)

۱۱۔ بہ نسبت شرط یازدہم یہ کہ منظور ہے بلکہ اسکے علاوہ یہ بھی اجازت ہونی چاہیئے کہ ان معاونین کے سوا گر اور کسی کی بھی ضرورت ہو یا کوئی مفید امر کوئی شخص اپنے فریق کو بتادے تو بھی مضائقہ نہ ہوگا اسلیئے کہ مناظرہ اظہار حق کیلئے ہے نہ کہ سخن پروری و نام آوری کے واسطے۔

۱۲۔ بہ نسبت شرط دوازدہم یہ کہ مسلم صدر ہونے کی صورت میں یہ شرط بھی بجا ہے۔

مزید شرط

یہ کہ ہر فریق کو ضرور ہوگا کہ وہ اپنی مسلمہ کتابوں کی فہرست صدر صاحب کے روبرو پیش کر دے جو اسکے اوپر دلیل قائم کرنے کے موقعہ پر پیش کیجا سکیں کیونکہ دلائل نقلیہ میں مسلمہ خصم ہونا ضروریات سے ہے۔

از دفتر اہلحدیث کانفرنس امرتسم
۱۷۔ مارچ ۱۹۱۶ء سید عبدالسلام

اس تحریر سے مولویصاحب نے بالکل صاف الفاظ میں چیلنج دینے اور مناظرہ کرنے سے انکار شروع کر دیا ہے اور بڑی ٹیڑھی راہ سے فرار کی ٹھانی ہے۔ مگر ہمارا جواب مندرجہ ذیل ملاحظہ ہو جس سے مولوی صاحب کی حقیقت آشکارا ہو جائے۔

ہمارا اشتہار متعلق چیلنج مناظرہ اہلحدیث

مولوی سید عبدالسلام صاحب کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت

چہ نسبت خاک را با عالم پاک کہ مبارز طلب میدان محمد

دہلی کی پبلک اس امر سے واقف ہو چکی ہے کہ مولوی سید عبدالسلام صاحب نبیرہ جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی نے احمدی جماعت کے مبلغین کو ایک چیلنج مناظرہ کا دیا تھا اور حاجی عبدالغفار صاحب ایسا معزز اور با اثر آدمی اُسے لیکر آیا تھا۔ انہوں نے اپنی پہلی چٹھی شائع کر دی ہے ہم نے اسکے جواب میں انہیں لکھا کہ "حاجی عبدالغفار صاحب کے ہاتھ آپنے احمدی مبلغین دہلی کو جو تحریری چیلنج دیا ہے ہم خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے بڑی خوشی سے اسے منظور کرتے ہیں اور آپکے ساتھ مناظرہ کرنے کو طیار ہیں اور آپنے جیسا کہ اپنے چیلنج میں من جملہ ظاہر فرمایا ہے آپ کے چیلنج کو اہل دہلی کے عوام و خواص کی طرف سے قرار دیکر آپ سے اہل دہلی کا قائمقام اور نمایندہ ہونے کی حیثیت میں بعد تصفیہ شرائط مناظرہ کریں۔" ہمارے اس جواب سے ظاہر ہے کہ مولوی سید عبدالسلام کے چیلنج کو ہم نے اہل دہلی کے قائمقام کی حیثیت میں لیا ہے۔ تصفیہ شرائط کے لیے ایک وفد انجمن خدام میں بھیجنے کی دعوت کی مگر اسکے جواب میں مولوی سید عبدالسلام صاحب نے وفد سے انکار کیا اور شرائط مناظرہ کے تحریراً بھیجنے کی تحریک کی۔ اسوقت تک انہوں نے یہ انکار نہیں کیا کہ وہ اہل دہلی کے قائمقام کی حیثیت سے ہمیں چیلنج نہیں دے رہے۔

ہاں انہوں نے مناظرہ کے تلخ پیالے کے ٹالنے کا ڈول ڈالنا شروع کیا اور لکھا کہ "رہا معاملہ مناظرہ اسکی نسبت میں بھی بعونہ تعالیٰ بہت خوشی سے مستعد ہوں اگر مسلمانان دہلی مجھ ہی کو نامزد کریں۔"

اسکے جواب میں ہم نے صاف طور پر لکھدیا کہ "چیلنج آپنے دیا اور آپکا پہلا رقعہ من وجہ مظہر ہے کہ اہل دہلی عوام و خواص کی طرف سے آپنے دیا اب کیا اہل دہلی پر خدانخواستہ آپ ایسی بدظنی ہیں کہ وہ آپکے علم و فضل پر اعتماد نہیں کرینگے۔ ہم اہل دہلی سے یہ توقع نہیں کرتے اور نہ ہمیں کسی مزید فیصلہ کی ضرورت ہے۔ ہاں آپ بے شک اس صورت میں مناظر کی حیثیت سے الگ ہو سکتے ہیں جب آپ دہلی کے مستند علماء اور معتمد علیہ رؤساء کی تصدیق سے ایک اعلان شائع کر دیں کہ وہ آپکو مناظر بنانا نہیں چاہتے ایسے اعلان کے بعد دہلی کا جو مستند عالم آپکی جگہ نامزد کیا جائیگا وہ مناظر قرار پائیگا ہمیں احقاق حق ہی خدا کے فضل سے مطمح نظر ہے مگر آپنے اپنے پہلے رقعہ میں اس کارروائی کی طرف اشارہ کیا ہے جو مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی کے زمانہ میں ہوئی تھی اسلیئے ہم چاہتے ہیں کہ آیندہ مسلمانوں کا وقت اور روپیہ بچانے کے لیئے ایک بار فیصلہ ہو جائے آپنے چیلنج دیا ہے ہمارے مخاطب صحیح آپ ہیں اور اس خط میں بھی اپنے مناظرہ کرنے کا اقرار کیا ہے پس مناظرہ آپ ہی سے ہوگا تاوقتیکہ اعلان مذکور شائع نہ ہو۔"

ہمارا یہ جواب نہایت واضح تھا اور ہے اور ہر ذی علم اور انصاف پسند بہ سہولت اندازہ کر سکتی ہے کہ مولوی سید عبدالسلام صاحب کے چیلنج کو ہم نے کس وقعت کی نظر سے دیکھا۔ مگر ساتھ ہی ہمیں کھٹکا تھا کہ مولوی سید نذیر حسین صاحب کے زمانہ کو دوہرایا نہ جاوے۔ اور جس طرح پر اسوقت مولوی سید نذیر حسین صاحب نے مباحثہ کا چیلنج

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکر آخر اس پیالہ کو ٹلا یا اسی طرح اب آپ کا جانشین مولوی سید عبدالسلام صاحب بھی اس رنگ کو اختیار نہ کریں۔ آخر ہماری فراست صحیح ثابت ہوئی اور

مولوی سید عبدالسلام صاحب نے اس پیالہ کو ٹلا دیا

خدا علیم ہے کہ ہماری غرض اس قسم کے اشتہارات سے کبھی یہ نہیں ہوتی کہ پبلک کو کسی ایک یا دوسرے مولوی صاحب کے متعلق اسکی کمزوری سے آگاہ کریں۔ ہم اپنے وقت اور روپیہ کے صرف کیلئے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ حقہ منہاج نبوت پر آپ قائم کیا ہے چاہتے ہیں کہ غافل اور ناواقف لوگ علماء سوء کی ابلہ فریبیوں میں نہ رہیں اور انکو اس حقیقت سے آگاہی ہو مگر یہ لوگ خدا پر رحم کرے اسمیں اپنا نقصان دیکھتے ہیں اسی شہر دہلی میں ایک باخدا بزرگ پر قرآن مجید کا ترجمہ کرنیکے پاک کام پر مخالفت کرانے کے لیئے اُسوقت نا اہلوں نے عوام کو آمادہ کر دیا تھا وہ جانتے تھے کہ ترجمہ پڑھکر لوگ حقیقت سے آگاہ ہو جاوینگے اسی طرح اب بھی وہ چاہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کی وفات اور اسکے نزول کے جن گورکھ دھندوں میں انہوں نے مسلمانوں کو پھنسا رکھا ہے۔ اس سے نہ نکلیں مگر وقت آچکا ہے اور زیادہ دیر تک یہ طلسم قائم نہیں رہ سکتا۔

ہماری غرض تو احقاق حق تھی اور ہے اور ہوگی۔ کسی بات کو ہم نے پیچیدگی میں نہیں ڈالا مگر مولوی سید عبدالسلام صاحب کے پاس جب شرائط کا کاغذ بھیجا گیا تو آخر انہوں نے

وہ راہ اختیار کی جو انکو اس پیالہ سے بچالے

بڑے مشوروں کے بعد جو جواب انہوں نے شرائط کا دیا ہے وہ اپنا مطلب صاف اور جلی الفاظ میں ظاہر کر رہا ہے کہ

نہ انکار مے کنم نہ اینکار مے کنم

انہوں نے شروع سے احمدی جماعت کے مبلغین کو خطاب کیا چیلنج دیا۔ ان سے خط و کتابت کی اور اب جب شرائط مباحثہ کے طے ہونیکا وقت آیا تو لکھا کہ سب سے مقدم اور ضروری یہ امر ہے کہ آپ کی جماعت کے امام یا خلیفہ صاحب اپنی ایک تحریر مشتمل ذمہ داری ارسال کریں یا خود پیش ہو کر بعد تصفیہ شرائط مناظرہ ہم سے کرلیں اس جواب میں یہ بھی ظاہر کیا کہ گویا انہوں نے چیلنج نہیں دیا بلکہ جماعت مبلغین نے۔ اسلیئے وہ انتظام کرے

اس طور پر انہوں نے مباحثہ کے متعلق ابتدائی انتظام اور اجازت سرکار وغیرہ سے بھی انکار کر دیا۔

اس قابل افسوس کارروائی کا ہم کیا جواب دیں؟ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ یہی حشر ہوگا؟ آخر کوئی حیلہ تراش کر دامن چھڑا لیا جائیگا کیونکہ مولوی صاحب اور انکے مشیر جانتے تھے کہ یہ مبلغین ڈیرہ ڈالکر تو یہاں رہ نہیں سکتے اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ڈیرہ غازیخان امرتسر۔ لاہور۔ فیروزپور وغیرہ شہروں میں تبلیغی جلسے مقرر ہو چکے ہیں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مبلغین دہلی جواب کے لیئے موجود اور مناظرہ کے چیلنج کے قبول کرنے میں دلیر ہیں اور شرائط بھی انہوں نے بھیجدی ہیں تو بچاؤ کی صورت اسمیں دیکھی کہ اپنے چیلنج کا انکار کریں اور انتظام کا بارگراں انپر ڈالیں اور حضرت خلیفۃ المسیح کو طلب کریں یا ذمہ داری کی تحریر مانگیں۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ایک جماعت جو ایک مسلم امام رکھتی ہے جسکو وہ اپنا مطاع یقین کرتی ہے کس طرح پر اسکی اجازت کے بغیر کوئی کام کر سکتی ہے اور پھر جبکہ اسکے اشتہاروں میں بار بار لکھا گیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت دہلی میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے تھا۔ مگر یہ تو اہل حق کے لیئے گفت کر سکتا ہے۔

خوئے بدرا بہانہ بسیار

مولوی سید عبدالسلام صاحب نے یہ کہکر خلاصی پائی ہم کھولکر کہدیتے ہیں کہ احمدی جماعت مباحثات میں ابتدا نہیں کرتی لیکن اگر کوئی اُسے مناظرہ کے لیئے پکارے تو وہ انتظام امن عامہ اور اجازت سرکار کے ساتھ مناظرہ کرنے کو آمادہ اور مستعد رہتی ہے۔ چونکہ سید عبدالسلام صاحب نے انتظام (جسکے لیئے ابتدائی مرحلہ اجازت سرکار ہے) وغیرہ سے انکار کر دیا ہے اور اپنے چیلنج سے بھی انکار کیا ہے اسلیئے ہم حق پسندوں کے لیئے انکے اس طریق عمل کا اظہار کرنیکے بعد اپنے وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ مولوی صاحب یا انکے دوست اپنے عقیدہ مسیح کو نامی کے آسمان پر اس جسم کے ساتھ جانے یا اسکے خطرناک نزول کے متعلق اگر کوئی صداقت ہاتھ میں رکھتے تھے تو وہ تمام آسمانیاں ہمیں دیکر جس شوق سے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا میدان مناظرہ میں پیش کرتے۔ ہم جس صداقت کو رکھتے ہیں کہ مسیح ابن مریم مر گیا اور وعدہ کے موافق امن اور سلامتی کا شہزادہ مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے رنگ میں آیا۔ اسکے ثبوت کے لیئے ہر موقعہ پر حاضر اور موجود ہیں اور ہر ایسے چیلنج کو قبول کرنے کو آمادہ جو انتظام امن اور اجازت سرکار کی ذمہ داری اور مسلمہ شرائط کی بنا پر ہو مگر مولوی صاحب نے جس رنگ میں انکار کیا ہے اس سے نتیجہ ظاہر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حیات و وفات مسیح کا فیصلہ مقدم ہے۔ مولوی سید عبدالسلام کا عقیدہ ہے کہ مسیح موعود آسمان پر زندہ بجسم عنصری موجود ہے اور وہی دوبارہ آسمان سے اُتر کر دنیا میں آئے گا اگر وہ اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیں تو بحث کا خاتمہ پہلے ہی مرحلہ پر ہو جاتا ہے۔ پھر کسی مدعی کے دعویٰ کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ مگر افسوس کہ بحث کی طبعی ترتیب سے بوجہ کمزوری عقیدہ انکار کر کے مولوی صاحب اپنے دعویٰ سے دست بردار ہوتے ہیں۔

اہل حق اور خدا ترس دل دنیا سے مفقود نہیں ہو گئے۔ سعادتمند روحیں ابھی باقی ہیں وہ ان حالات پر بیجائی نظر کر کے انشاء اللہ بہت کچھ فائدہ اُٹھائینگے۔ ہم نے آخری خط انکی خدمت میں بھیجدیا ہے۔

بالآخر ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے برگزیدہ بندے مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کا امپیریل سٹی دہلی میں موقعہ دیا۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ہ

نوٹ:۔ تفصیلی حالات اخبارات کے ذریعہ شائع کر دیئے جائینگے۔ خلاصۃً کیفیت شائع کر دیجاتی ہے۔

المشہر مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۶ء

یہ اشتہار تو پبلک کی اطلاع کے لیئے ہم نے شائع کر دیا اور مندرجہ ذیل تحریری جواب انکو تحریری رقعہ مورخہ ۱۷ مارچ کا دیا۔

ہمارا جواب اہلحدیث کو

جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

علامہ شکر و طالبی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپکا خط شرائط مجوزہ کے جواب میں پہنچا۔ جسکو نہایت تعجب اور افسوس سے پڑھا۔ آپنے جس شوق اور جوش کے ساتھ مباحثہ کا چیلنج ہمیں دیا تھا اور اپنے آپ کو دہلی کی اسلامی پبلک کا نمائندہ ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی معلوم ہوتا ہے شرائط کے پہنچ جانیکے بعد وہ شوق باقی نہیں رہا۔

آپ کو خوب معلوم تھا اور معلوم ہے کہ جماعت مبلغین دہلی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد و ہدایت کے ماتحت کام کر رہی ہے اشتہارات میں اسکی مراحت کر دیگئی تھی اور آپنے اپنے پہلے کسی مراسلہ میں خود حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی تشریف آوری یا کسی ذمہ داری کی تحریر کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ لیکن شرائط کے تصفیہ کے وقت آپکو اس کا خیال آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی پوزیشن سے آپ واقف ہیں کہ وہ ایک کثیر التعداد جماعت کے امام ہیں اور آپکو جہانتک میں جانتا ہوں یہ رتبہ حاصل نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح جس مناظر کو مقرر کرینگے اُس کا اثر تمام جماعت پر ہوگا اس حال میں آپکو بھی یہ تحریر دینی ہوگی جسپر تمام علماء اہلحدیث ہند و پنجاب یا کم از کم علماء غزنویہ امرتسر و مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی ثناء اللہ صاحب و علماء آرہ کے دستخط ہوں کہ مولوی سید عبد السلام صاحب کا مباحثہ ہماری ذات و معتقدین پر موثر و حجت ہوگا۔ آپکی ایسی تحریر پیش کرنے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی دستخطی تحریر ہم ضرور پیش کرینگے۔

پر عجیب بات یہ ہے کہ آپنے سرے سے چیلنج دینے کا انکار کر دیا ہے اور انتظام مکان و امن وغیرہ کا بار ہم پر ڈالکر کوشش کی ہے کہ اس مباحثہ سے آپکو نجات ہو۔

تعجب ہے کہ ایک طرف آپ شرائط کے فیصلہ کو قبل از وقت بھی کہتے ہیں اور مزید احتیاط کا خیال کر کے انکی ترمیم بھی کرتے ہیں۔ جناب مولوی صاحب! مباحثہ کسی اصولی طریق پر ہونا چاہیئے اور آپ ایک مستقل اصل کو قائم نہیں کرتے۔

ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپنے چیلنج دیا ہے جسکو ہم نے قبول کیا ہے۔ اسلیئے مباحثہ کے تمام ابتدائی مراتب جن میں سرکاری اجازت اور مکان و امن کی ذمہ داری ہے پر عائد ہوتی ہے آپ کو کرنے ہونگے۔ اور مباحثہ کی ترتیب طبعی کو ہم ہاتھ سے نہیں دینگے۔ حیات ممات مسیح کا مسئلہ پہلے طے ہوگا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی زیر بحث آئینگے۔ ہم نے آپکو صرف ایک مسئلہ حیات مسیح کا مدعی قرار دیا ہے۔ جو کہ فی الواقعہ آپ کا مسلمہ عقیدہ ہے اور اسی ایک مسئلہ کے اثبات کا آپکو ذمہ دار گردانا ہے۔ اور اپنے ذمہ ہم نے دو بار ثبوت لیئے ہیں۔ ایک وفات مسیح کا اور دوسرا صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ پھر آپکو کیوں اپنے مسلمہ عقیدہ کے ثابت کرنے سے انکار ہے۔ کیا آپ مسیح ناصری کو بجسم عنصری آسمان پر الآن زندہ نہیں مانتے؟ اور کیا اُسی مسیحؑ کے دوبارہ جسم خاکی کے ساتھ دنیا میں نازل ہونیکے معتقد نہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے مسلّمات کے اظہار و اثبات سے پہلو تہی کر کے دست بردار ہوتے ہیں۔ اور ہم سے پہلے زینہ کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے زینہ پر چڑھنے کی استدعا کرتے ہیں۔ آخر آپ عالم ہیں کچھ تو غور کریں کہ حیات مسیحؑ کے متنازعہ مسئلہ میں بحث سے انکار معتقدین حیات کی کسقدر کمزوری ثابت کرتا ہے۔ کیا اسکی یہی وجہ نہیں کہ حیات مسیحؑ کے عقیدہ والوں کے پاس اپنے عقیدہ کا کوئی صریحی اور بدیہی ثبوت نہیں ہے۔ جسپر گفتگو کرنے سے دنیا کو اس عقیدہ کا باطل ہونا معلوم ہو جائیگا اور لوگ اس انوکھی حیات کے عقیدہ کو یک لخت چھوڑ دینگے۔ ورنہ اور کوئی وجہ اسمیں بحث کرنے سے انکار کی نہیں ہو سکتی۔

غرضیکہ یہ ہمارے بنیادی اصول مباحثہ ہیں۔ باقی شرائط اسکے بعد ہیں۔ پس اب جو آپ مباحثہ کے چیلنج ہی سے انکار کرتے ہیں تو آپکے رقعہ کی موجودگی میں جو حاجی عبد الغفار جیسے معتمد آدمی کی معرفت آیا ہم کیونکر اسے صحیح باور کر لیں۔ آپ خوب یاد رکھیں کہ سرکاری اجازت آپ کو لینی پڑے گی سرکاری اجازت کے بعد امن و مکان کا انتظام لازمی ہوگا اور ترتیب طبعی مباحثہ کو قائم رکھنا پڑیگا۔

اگر یہ آپ کو منظور ہے تو آپ دو لفظوں میں جواب دیں کہ **منظور ہے یا نہیں؟** حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریر ذمہ داری انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپکو دلا دینگے لیکن یہ ضروری ہوگا کہ آپکو بھی علماء ہند و پنجاب یا کم از کم متذکرہ صدر علماء اہلحدیث کی طرف سے سند وکالت پیش کرنی ہوگی۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان ۱۹- مارچ ۱۶ء

اِدھر اشتہار نکلا اُدھر اس تحریری جواب سے شیخ الکل کے بنیرہ اور اہل دہلی کے نمایندہ کو اپنی حقیقت معلوم ہو گئی اور اُدھر شہر دہلی میں یہ چرچا ہونے لگا کہ مولوی سید عبد السلام بیچارہ کچھ بھی نہیں جانتا وہ مناظرہ کیا کریگا اور اگر اس نے اپنی نادانی سے مناظر ہونے کا اقرار کر بھی لیا تو ہم اہل دہلی فوراً اشتہار دینگے کہ ہم کو اس کا مناظر ہونا منظور نہیں نہ ہماری ذات پر اسکے مناظرہ کا کوئی اثر ہوگا۔ ایسی خبروں سے گھبرا کر مندرجہ ذیل جواب نہایت لغو اور بے معنی جو اپنے اندر کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا تھا نہایت چالاکی سے لکھ بھیجا۔

اہلحدیث کا جواب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

بخدمت بقیہ جماعت سلسلہ احمدیہ مقیم دہلی۔

بجواب آپکے رقعہ مورخہ ۱۹- مارچ اطلاع دیجاتی ہے کہ حسب استدعا و خواہش آپکے ہم سب بعونہ ایسے مناظرہ کے لیئے (جو بنظر احقاق حق ہو) ہر دم موافق تحریرات خود آمادہ و تیار ہیں اور مجادلہ اور مکابرہ و بدگوئی و سوءظنی سے کلیتہً بیزار۔ باقی لاطائل امور مندرجہ رقعہ ہذا آپکے غصہ پر دال ہیں جنسے احتراز لازم ہے فقط ۲۰- مارچ ۱۹۱۶ء۔

از دفتر کانفرنس اہلحدیث دہلی الراقم سید عبد السلام

اس رقعہ کا ترکی بترکی جواب بالفاظ غیر مقلدین ہم نے حسب ذیل بھیجدیا۔

ہمارا جواب ترکی بترکی

۲۲- مارچ ۱۶ء

بقیۃ الخلف مولوی سید عبد السلام صاحب۔ السلام علیٰ عباد اللہ الصلحین۔ الحمد للہ کہ آپنے نہایت جرأت سے اپنے چیلنج مناظرہ کو بحال رکھکر اپنی انکاری تحریرات کو منسوخ کر دیا اور دلیرانہ ہماری استدعا اور خواہش کے مطابق جو نہایت انصاف و حق نمائی پر مبنی تھی مناظرہ کے لیئے آمادگی

کا اظہار فرمایا۔ جسکے لیئے ہم سب آپکے شکر گذار ہیں لہذا بجواب آپکے رقعہ مورخہ ۲۰- ومصولہ ۲۱- مارچ ۱۹۱۶ء کے اطلاع دیتے ہیں کہ حسب استدعا و خواہش آپکے ہم بھی سب بعونہ ایسے چیلنج مناظرہ کو (جو بنظر احقاق حق ہو) منظور و قبول کرنیکے لیئے موافق شرائط مندرجہ تحریرات خود مورخہ ۱۶- مارچ ۱۹۱۶ء ہر دم آمادہ و تیار ہیں پس آپ برائے مہربانی اُس سرکاری اجازت کی ایک نقل جو آپنے حسب خواہش و استدعا ہماری مناظرہ کے متعلق حاصل کی ہے ہمارے پاس بھیجدیں اور ساتھ ہی انتظام مکان و حفظ امن کی ذمہ داری کی تحریر ارسال کردیں بعد ازاں برتراضی فریقین تاریخ مباحثہ و تعین وقت کا فیصلہ جلد سے جلد کرلیا جائیگا۔ جواب سے آج ہی براہ مہربانی مطلع فرماویں۔ یعقوب علی

اس رقعہ سے مولویصاحب کے ہوش ٹھکانے آئے اور آپنے یقین کرلیا کہ واقعی ہم اہلحدیث نے جو رقعہ مورخہ ۲۰- مارچ بھیجا تھا اُسکی طرز سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم غیر مقلدین احمدیوں سے مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔ مگر ساتھ ہی اس ڈر سے کہ کہیں مجھے ہی مناظرہ ٹھہرایا پھر اپنے چیلنج دینے سے انکار کردیا جیسا کہ رقعہ ذیل سے ظاہر ہے۔

اہلحدیث کا جواب

بخدمت بقیہ جماعت سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی۔

بجواب آپکے رقعۂ مورخہ ۲۲- مارچ ۱۹۱۶ء عرض ہے کہ اس رقعہ میں پھر آپنے وہی طرز اختیار کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے۔

جناب من چیلنج دینے والے آپ ہیں۔ اور ہم آپ کے چیلنج پر آپ کی خواہش مناظرہ کے موافق مناظرہ کے لیئے آمادہ ہوئے ہیں۔

پس سرکاری اجازت لینا اور انتظام امن مکان کے ذمہ دار آپ ہیں یہ امور آپ مہیا فرمائیں پھر ہم لحقاق حق کے لیئے ہر وقت موجود ہیں مگر آپ تو اپنے اشتہار مطبوعہ ۱۹- مارچ[1] میں اپنا کام ختم کرکے ہمدگواٹر کو واپسی کے ارادہ سے دہلی والوں کو آخری سلام کرکے رخصت ہو چکے ہیں۔ انتظام کون کریگا اور اجازت کون حاصل کریگا۔

بہر حال ہم تیار ہیں۔ جب آپ اجازت حاصل کرلینگے اس وقت تصفیہ شرائط بھی مکمل ہوگا جو ابھی ناتمام ہے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۱۶ء

الراقم

سید عبد السلام

یہ تحریر مولوی سید عبد السلام صاحب کی مذبوحی حرکات کا آئینہ ہے اور ہماری گرفت سے اس قدر راز خود رفتگی آپ پر طاری ہوئی کہ آپ کی قلم سے یہ جملہ کہ "جناب من چیلنج دینے والے آپ ہیں اور ہم آپکے چیلنج پر آپکی خواہش مناظرہ کے موافق مناظرہ کے لیئے آمادہ ہوئے ہیں" حافظہ باشد کی بنا پر بے ساختہ نکل گیا حالانکہ اس حواس باختہ انسان نے اپنے رقعہ میں بجواب ہماری شرط اول کے صاف تسلیم کرلیا ہوا ہے کہ احمدی مبلغین تو طلبگار چیلنج ہیں جنہوں نے اپنے اشتہار مورخہ ۱۳- مارچ میں اہل دہلی سے چیلنج کی استدعا کی ہے۔ دیکھو اہلحدیث کا جواب مورخہ ۱۶- مارچ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ

(۱) بہ نسبت شرط اول یہ کہ پیغام دینے والی جماعت مبلغین ہے نہ اہل دہلی و سید عبد السلام پس انتظام جلسہ چیلنج کے طلبگاروں پر عائد ہوتا ہے۔ یہ چیلنج قبول کرنیوالوں پر دیکھو اشتہار مبلغین مورخہ ۱۳ مارچ جسمیں باقاعدہ تحریری چیلنج کی استدعا اہل دہلی سے کی گئی ہے"۔ بلفظہ بقدر الحاجۃ۔

ناظرین غور کریں! مندرجہ صدر اقتباس میں سید عبد السلام صاحب نے صاف تسلیم کرلیا ہے کہ ہم نے اہل دہلی سے باقاعدہ تحریری چیلنج مناظرہ طلب کیا ہے اور ہم مبلغین سلسلہ احمدیہ طلبگار چیلنج ہیں نہ چیلنج دینے والے۔ حیرت ہے کہ جس شخص کو اردو عبارت سمجھنے کا ملکہ نہیں یا جسکو اتنا بھی معلوم نہیں کہ میں کیا لکھ چکا ہوں اور اب کیا کہہ رہا ہوں یا جو شخص طلبگار چیلنج اور مستدعی چیلنج کو چیلنج دینے والا سمجھتا ہے ایسا شخص احمدیوں سے مناظرہ کے لیئے مستعد ہے۔ مولوی صاحب کو واضح ہو کہ بے شک ہم طلبگار چیلنج تھے جسکے معنی ہیں کہ ہم علماء دہلی سے چیلنج مناظرہ مانگتے تھے نہ کہ چیلنج مناظرہ دیتے تھے اور بے شک ہم نے ۱۳- مارچ کے اشتہار کے ذریعہ اہل دہلی سے باقاعدہ چیلنج مناظرہ کی استدعا کی تھی نہ کہ چیلنج مناظرہ ہم نے دیا تھا۔ کسی چیز کی استدعا کرنا اور بات ہے اور اس چیز کا جسکی استدعا کی گئی دینا اور چیز ہے مستدعی وہ ہوتا ہے جسکے پاس وہ چیز موجود نہ ہو جسکی وہ استدعا کرتا ہے اور جس سے استدعا کی جاتی ہے وہ مستدعی سے علاوہ دوسرا وجود ہوتا ہے جو اُس چیز کو جس کی استدعا کی جاتی ہے دیا کرتا ہے یا نہیں دیتا۔ کہیئے اہل دہلی کے نمائندہ مولویصاحب! ابھی آپ سمجھے یا نہیں؟ اگر نہیں سمجھے تو لیجئے میں آپ کو آپکی موٹی عقل کے مطابق موٹے طریق سے سمجھاتا ہوں سنیئے۔ ہم آخری مبلغین تو طلبگار چیلنج تھے یعنی چیلنج مناظرہ کے طلب کرنیوالے اور اہل دہلی سے باقاعدہ تحریری چیلنج کے مستدعی تھے یعنی دہلی والوں سے مناظرہ کا تحریری چیلنج مانگتے تھے ان دونوں صورتوں میں ہم چیلنج کے دینے والے تو کسی طرح بھی نہ ہوئے نہ آپ نے ہی ہمیں چیلنج دینے والا قرار دیا ہے محض طلبگار چیلنج اور مستدعی چیلنج رہے اور آپ بقول خود چیلنج قبول کرنے والے تھے۔ نہ چیلنج دینے والے۔ نہ طلبگار چیلنج نہ مستدعی چیلنج۔ تو اب فرمایئے۔ کہ وہ چیلنج دینے والا کون تھا اور وہ چیلنج کیا تھا جسکے ہم طلبگار اور مستدعی تھے اور آپ قبول کرنیوالے؟ ذرا حواس درست کرکے اسکا جواب دیجئے۔ ایک اور طرح سنیئے۔ آپکی تحریر سے تین شخصوں کا وجود لازم آتا ہے۔ اوّل طلبگار اور مستدعی چیلنج دوئم وہ شخص جس سے چیلنج کی طلب اور استدعا کی گئی۔ سوم وہ شخص جس نے استدعا و طلب چیلنج کو منظور کرکے چیلنج دیا۔ ان تین وجودوں میں سے۔ پہلا طلبگار و مستدعی چیلنج تو آپنے احمدیوں کو تسلیم کرلیا اور دوسرا اس ہماری طلب و استدعا چیلنج کو منظور کرنیوالا اپنا وجود ٹھہرا۔ تیسرا وہ وجود جس وہ وجود جس نے چیلنج دیا وہ کہاں گیا اور وہ کون ہوا۔ صحیح الحواسی سے جواب دو۔ یہ ہے ناظرین اہلحدیث کے فخر اور شیخ الکل کے خلف الرشید کی سخن فہمی اور علمی قابلیت کا نمونہ۔ اس کا جو جواب ہم نے دیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔

ہمارا جواب

بقیہ۔ از خلف جناب مولوی سید عبد السلام صاحب ہماری پچھلی مورخہ ۲۲- مارچ ۱۹۱۶ء کے جواب میں آپکی تحریر ۲۵- مارچ ۱۹۱۶ء کو رات کے ۱۰ بجکر ۴۰ منٹ گذری ملی۔ جس سے صاف پایا جاتا کہ آپ اب

[1] ۱۹- مارچ کا کوئی اشتہار ہم نے دہلی میں تقسیم یا شائع نہیں کیا۔ اگر کیا ہو تو اہلحدیث کا فرض ثابت کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مباحثہ سے کھلے طور پر گریز کر رہے ہیں آپکی غرض محض نمود تھی - نہ احقاق حق - البتہ الفاظ میں ضرور احقاق حق لکھا تھا - آپ غور فرمادیں -

آپنے سب سے اول مناظرہ کا چیلنج دیا - اور شرائط مناظرہ کے تصفیہ کے لیئے لکھا - جواباً آپ کا چیلنج منظور کر کے آپکے پاس تصفیہ شرائط کے لیئے وفد بھیجنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ زبانی تھوڑے وقت میں شرائط طے ہو جاویں -

مگر جناب نے وفد کے قبول کرنے سے انکار کر دیا - اور اسکو موجب طول عمل و موجب خلل بتایا -

فرمائیے یہ طریق جناب کا تقصیر عمل کا موجب ہوا یا اسنے آج ۲۶ - مارچ ۱۹۱۶ء تک شرائط بھی طے نہ ہونے دیئے ہم خوب سمجھتے ہیں کہ آپ زبانی تصفیہ شرائط سے کیوں گریز کرتے تھے آخر دہلی اور دہلی کے علماء کے حالات سے ہم واقف نہیں اور جناب کے خاندان کے ساتھ تو خصوصیت سے ہمیں واقفیت ہے -

پھر چیلنج تو آپنے دیا اور جب آپکی مستعدی پر آپ کو صحیح مخاطب قرار دیکر ہم نے آپ سے مناظرہ کرنا چاہا تو آپنے جھٹ لکھدیا کہ مسلمانان دہلی مجھ کو نامزد کریں تو میں مناظرہ ہوگا جبکہ چیلنج آپکے دستخط سے آیا اور آپنے تمام اہل دہلی عوام و خواص کی مستعدی کا اس میں اظہار کیا تو کیا آپنے انکے مشورہ سے نہیں لکھا تھا جو پیچھے آپکو نامزدگی کا خیال پیدا ہوا - اگر آپنے بلا استصواب عوام و خواص ایسا چیلنج دیا تھا تو نہایت ہی افسوس ہے کہ آپنے اُسے کل اہل اسلام دہلی کیطرف سے ظاہر کیا اور اگر دریافت کر لیا تھا تو بعد میں نامزدگی کا سوال کیسا؟ اب آپ انصاف کریں کہ ان دونوں پہلوؤں میں اپنے مرکز سے کون ہٹ گیا؟

آپ کی درخواست پر ہم نے شرائط مباحثہ تحریر کر کے بھیجدیئے اور نہیں آپنے کوئی فوق العادۃ مطالبہ نہیں کیا انصاف کے پہلو کو ترک نہیں کیا -

آپنے چیلنج دیا - مکان اور امن وغیرہ ضروری اور ابتدائی مراتب کا آپنے مطالبہ کیا - مباحثہ تحریری تھا آپنے بھی مجلس مناظرہ ہی میں بیٹھ کر لکھنا تھا ہم نے بھی - آپکے بھی تین معاون ہو سکتے تھے ہمارے بھی - وقت بھی مساوی تھا -

ایسا ہی مسئلہ زیر بحث میں مسیح ابن مریم کے اسی جسم کے ساتھ آسمان پر جانے اور اب تک زندہ رہنے کے آپ مدعی اور اس کے فوت ہو جانے اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی صداقت کے ہم مدعی تھے آپکے ذمہ ایک مسئلہ کا اور ہمارے ذمہ دو کا ثبوت تھا - علیٰ ہذا القیاس - مگر آپنے ان شرائط کے متعلق کیا کیا؟ آپکی تحریر موجود ہے -

وفات مسیح کے مسئلہ میں بحث سے صریح انکار کر دیا - اور اسکو مولوی محمد بشیر بھوپالوی کے مباحثہ پر ٹالا - آپ ہی انصاف کریں کہ کیا اس طرح پر کتابوں کے حوالہ دینے سے آپکا بچاؤ ہو سکتا ہے - اس طرح ہم اپنی بیسیوں کتابوں کے حوالے دے سکتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سکتے ہیں کہ خود مولوی سید نذیر حسین صاحب متوفی نے جامع مسجد میں حیات مسیح پر قسم کھانے سے انکار کر دیا -

یہ طریق آپ کا اہل حق کے نزدیک - افسوس کے قابل ہوگا مباحثہ کا چیلنج دیکر اس سے انکار کرنا اور انتظام بارگراں ہم جیسے مسافروں کے ذمہ ڈالنا کیا یہی احقاق حق ہے؟ لوگوں کو گھر میں تو یہ کہنا کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر چلا گیا ہے لیکن جب پبلک مطالبہ اس کے ثبوت کا ہو تو اسے مُردوں کے مباحثہ کا حوالہ دیکر ٹالدینا - کیا یہی احقاق حق ہے؟

پھر یہاں تک ہی بس نہیں ایک نیا مطالبہ آپنے شروع کیا کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح کو یہاں آنا چاہیئے - یا وہ اپنی ذمہ داری کی تحریر پیش کریں - کیا ایسا مطالبہ کرتے وقت آپنے یہ بھی غور کر لیا تھا کہ آپ کو دہلی کے یا ہند و پنجاب کے سارے مسلمان نہ سہی کم از کم اہلحدیث ہی اپنا ایڈووکیٹ قرار دینگے؟ جب ایسا نہیں ہو سکتا تو آپکو ایسا مطالبہ کرتے ہوئے شرم نہیں تو تامل ضرور ہونا چاہیئے تھا - اور پھر یہ باور کرنیکے وجوہ رکھ کر کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خدام حضرت کی اجازت کے بغیر کوئی مباحثہ نہیں کر سکتے اور دہلی میں حضرت ہی کی ہدایت کے ماتحت آئے ہیں - آپ کو یہ ضرورت باقی نہ رہتی تھی تاہم کہنے بکنے اضافہ کر کے آپنے اپنی پوزیشن کو اور بھی نازک کر لیا -

باوجود ان باتوں کے ہم نے ہر چند کوشش کی کہ آپ کسی طرح مباحثہ کے چیلنج پر قائم رہ سکیں - ہم نے ایسی تحریر دلا دینے کا بھی وعدہ کیا تا آپ کو مسیح ابن مریم کی حیات کا مدعی ہونے کی حیثیت میں اسکا ثبوت دینے کے لیئے کسی طرح آمادہ کریں آپنے ۲۱ - مارچ کے رقعہ میں لکھا ہے کہ "حسب استدعا خواہش آپکے ہم سب بعونہ ایسے مناظرہ کے لیئے جو بنظر احقاق حق ہو ہر دم موافق تحریرات خود آمادہ و تیار ہیں"

جب اسکا جواب آپکو معقول دیا گیا اور سرکاری اجازت کی نقل اور انتظام مکان و قیام و امن کی ذمہ واری مانگی گئی تو اب آپنے پھر وہی راہ گریز اختیار کی جو آج سے ۴ سال پیشتر دہلی میں کسی مرنے والے نے اختیار کی تھی -

ہم نے اپنی پہلی چٹھی میں آپکے چیلنج مناظرہ کی منظوری کا جواب دیا اگر آپنے چیلنج نہیں دیا تھا تو آپ کو اسکے جواب میں فوراً انکار کرنا تھا - مگر یہ انکار آپکو اسوقت تک یاد نہیں آیا جب تک شرائط کا کاغذ آپکے پاس نہیں پہنچ گیا اُسوقت بھی آپنے ہمیں چیلنج کے طلبگار ہی قرار دیا ہے -

دیکھو اپنی چٹھی مورخہ ۱۷ - مارچ ۱۹۱۶ء

ہم اپنی اس پوزیشن کا اعتراف کرتے ہیں ہمارے متعلق جو اعلان پیسہ اخبار میں کرایا گیا تھا کہ مباحثہ سے بھاگ گئے اور جو پیغام ہمیں چیلنج مباحثہ کا دیا گیا تھا جس کا اظہار ہم کر چکے ہیں وہ سب اسکے موید ہیں -

اب آپ صرف اس مصیبت سے بچنے کے لیئے کہ چیلنج دیکر آپکو سرکاری اجازت اور انتظام امن کا ذمہ دار ہونا پڑتا ہے اور سب سے بڑھکر مناظرہ وفات مسیح کا تلخ پیالہ نوش کرنا پڑتا ہے آپ سرے سے مناظرہ کا چیلنج دینے سے انکار کرتے ہیں - دنیا اندھی نہیں واقعات پبلک ہونے پر حقیقت کھل جائیگی - ہم آپ کو آخری منزل تک پہنچانا چاہتے ہیں اسلیئے آخر میں ایک خاص بات آپکے سامنے رکھتے ہیں -

احقاق حق مقصود ہے تو اسکی آسان صورت یہ ہے کہ آپ خود اپنے تین معاونوں اور کاتب کو لیکر ہمارے مکان پر آجائیے - ہمارا مناظر - اور تین معاون اور کاتب موجود ہونگے انکے سوا اور کوئی نہ ہوگا - مسائل متنازعہ پر اُس ترتیب سے اور انہیں شرائط سے جو ہم لکھ چکے ہیں مناظرہ تحریری ہو جاوے اور وہ روزانہ فریقین کے مشترکہ خرچ اور اہتمام سے شائع ہوتا رہے جسقدر تعداد آپ تجویز کریں چھپے گی - لوگ خود اسکی کیفیت اور حقیقت سے واقف ہو جائیں گے - اگر آپنے اب بھی انکار کیا یا بہانہ کیا تو پھر یہ ایک صداقت ہوگی کہ آپکی غرض محض نمود و نمائش تھی -

آپکا یہ کہنا کہ کسی ۱۹ - مارچ ۱۹۱۶ء کے اشتہار میں آخری سلام کر کے دہلی والوں کو رخصت کر چکے ہیں اگر ایسا کوئی اعلان ہم نے شائع کیا ہے تو وہ پبلک کے ہاتھوں میں ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن اگر آپنے کوئی خاص کاغذ ناجائز طور پر مطبع سے حاصل کیا ہے تو وہ آپکے تقویٰ اور دیانت کا ایک اچھا گواہ ہے۔ شاید اس خیالی رخصت پر ہی آپنے جرأت کی تھی اور سمجھ لیا تھا کہ اب تو چلے گئے اور نجات ملی لیکن جب ان خادمان حق کو آمادہ اور اپنے سر پر موجود پایا تو بے شک آپکی حیرت کی حد نہیں ہونی چاہیئے تھی مولویصاحب اس قسم کے حیل وحجت سے آپ حق پوشی نہیں کرسکتے۔ اگر اپنے چیلنج اور تحریر اول کیلئے کچھ حوصلہ ہمت اور اپنی سچائی پر یقین ہے تو اس آخری تجویز کو ہی منظور کرکے مردمیدان بنیں مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ سے پہلوں نے کیا کیا تھا جو آپ کچھ کر دکھائیں گے فضول خط وکتابت کے لیئے ہمارے پاس وقت نہیں اگر ان شرائط پر آپنے مناظرہ کرنا ہے تو تاریخ اور وقت مقرر کردو ورنہ کچھ ضرورت نہیں۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ - ۲۶-مارچ ۱۹۱۳ء

خاکسار یعقوب علی وقاسم علی

ناظرین! آپنے ملاحظہ کیا کہ کس طرح ہم نے دہلی کے اہلحدیث اور شیخ الکل کی یادگار کو تابدروازہ پہنچا کر چھوڑا ہے۔ اور کیا آسان اور عمدہ طریق جس سے کہ شیخ دہلوی بنیرہ کی پردہ دری ہو مباحثہ کا پیش کردیا کہ وہ ہمارے مکان پر آکر باملاحظہ جمہ بیٹھکر مباحثہ کرے اپنے ساتھ تین معاون اور ایک کاتب جو پہلے تسلیم کرچکے ہیں لے آئے پانچ ہی وہ اور پانچ ہی ہمارے آدمی ہونگے۔ روزانہ تحریری مباحثہ فریقین کے خرچ سے طبع ہوکر دہلی میں تقسیم ہوتا رہے پبلک کو بھی حال معلوم ہوتا رہیگا اور مباحثہ بھی جاری رہیگا۔ اسمیں نہ سرکاری اجازت کی ضرورت نہ قیام امن کا ڈر سب باتوں سے مولویصاحب کی جان چھٹ جائیگی۔ انکا جواب دو ہی صورتوں میں ہمارے پاس آنا چاہیئے تھا (بشرطیکہ مولویصاحب میں دم باقی ہوتا اور قابلیت مباحثہ کی موجود ہوتی اور لکھنے پڑھنے کی مہارت پائی جاتی اور احقاق حق مقصود ہوتا نہ جھوٹی نمائش) کہ یا تو وہ ہمارے مکان پر حسب طلب ہماری آجاتے یا ہمیں لکھتے کہ تم پانچ آدمی بتفصیل مذکورہ لیکر ہمارے مکان پر آجاؤ اور یہاں بیٹھکر رو در رو مجھ سے تحریری مناظرہ کرتے رہو اور چھپواتے رہو۔ مگر یہ سب کچھ تب ہوتا جو اہلحدیث کے پاس صداقت یا قابلیت ہوتی۔

اس مدلل اور معقول تحریر کا جواب بچارہ مردہ بدست زندہ کا مصداق مندرجہ ذیل اسقدر نامعقول اور فضول بھیجا ہے کہ جو اسکی علمی پردہ دری کیلئے کافی سے زیادہ ہے۔ ملاحظہ ہو اسکا جواب۔

اہلحدیث کا جواب

بخدمت بقیہ جماعت احمدیہ مقیم دہلی

آپکی تحریر مورخہ ۲۶-مارچ-۲۷ مارچ کو پہنچی۔ آپکی فضولیات سے قطع نظر کرکے آپکی تسلی کے لیئے پھر یہی جواب ہے۔ کہ ہم اپنی سابقہ تحریرات کے موافق ایسے مناظرہ کے لیئے جسمیں غرض اظہار حق ہو آمادہ وتیار ہیں۔

باقی آپکی طرح سخن سازی۔ افترا پردازی۔ عار دلانا۔ مردودہ باتوں کو دہرانا کسی نبی یا رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنی یا سننی ہمارے نزدیک مسلمان کی شان سے بعید ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

اس تحریر میں آپ عام مناظرہ سے گریز کرکے اپنے مکان پر خاص مجھکو طلب کرتے ہیں۔ مگر یہیں لکھتے کہ آپکے خلیفہ یا امام صاحب خود مناظرہ کریں گے یا انکی اجازت سے کوئی اور صاحب اگر صورت اولی ہے تو عاجز بھی موجود ہے۔ اور صورت ثانیہ ہے تو ان کا نام معلوم ہونے پر میری طرف سے بھی کوئی شخص اجازت لیکر مناظرہ کرسکتا ہے۔ مگر ہر صورت میں مناظرہ اثبات دعاوی مرزا صاحب پر اور ایک حکم مسلم فریقین ضرور ہوگا تاکہ نتیجہ برآمد ہو۔

کیا ۱۹- مارچ کے اشتہار سے آپ لوگ انکار ہی میں فقط۔

۲۸-مارچ ۱۹۱۳ء

از دفتر کانفرنس اہلحدیث الراقم

سید عبدالسلام

ہمارا جواب

معزز ناظرین ہنداراقم اس جواب کو ملاحظہ کرکے فرمائیں کہ کیا یہ جواب کسی ایسے انسان کا ہوسکتا ہے جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل ہو؟ بھلا۔ ہماری تحریر مورخہ ۲۶-مارچ کو جو واقعات پر مبنی دلائل سے پُر ہے اسکو فضولیات کہنے والا شخص اگر بوالفضول نہیں تو کون ہے؟ معلوم نہیں کہ یہ خارج از عقل وعلم ملاں ہمارے کس فقرے کے جواب میں یہ بڑ مار رہا ہے کہ "کسی نبی یا رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنی یا سننی ہمارے نزدیک مسلمان کی شان سے بعید ہے" کوئی اس سے پوچھے کہ آریوں کی طرف سے جو اسی شہر دہلی میں تیرہ سو برس کے سامنے انبیاءؑ کی عموماً اور امام الانبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین سید ولد آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصاً بذریعہ رسالوں اخباروں کتابوں اشتہاروں کے اس قدر توہین کی گئی کہ "نخل اسلام" جیسی ناپاک کتاب اور "مسلمانی کے بانی کی کہانی" جیسا گندہ ٹریکٹ اور "محمد کی مغفرت" اور "پارہ اولی قرآن" بمقابلہ کلام ربانی وغیرہ دل آزار تحریریں شائع ہوئیں اسوقت تیری مسلمانی کی شان اور غیرت ایمانی کا نشان مٹا ہوا تھا؟ جو آج ایک مومن اللہ رسول اللہ نبی اللہ مسیح محمدی مہدی زمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے سامنے وہ یہودیانہ مفتریانہ جاہلانہ شان میں نمودار ہوا ہے۔ شیم۔ شیم۔ شیم

ذرا اس بھلے مانس سے پوچھو کہ یہ فقرہ "عام مناظرہ سے گریز کرکے اپنے مکان پر مجھکو طلب کرتے ہیں" تو نے کن معنوں میں لکھا ہے۔ ہم نے کب عام مناظرہ سے گریز کیا۔ یہ تجویز تو تجھے نہایت بزدل کم علم پاکر اور مناظرہ سے گریز کرتا ہوا دیکھکر از راہ مہربانی ہم نے آخری پیش کی تھی کہ اگر چیلنج مناظرہ دیکر اب تو پچتا رہا ہے تو ہم تجھکو یہ بھی اجازت دیتے ہیں کہ پبلک جلسہ میں آنے سے اگر خوف ہے تو خیر تو مع اپنے تین معاونوں کاتب کے ہمارے پاس آجا ہمارا مناظر بھی مع تین معاونوں اور ایک کاتب کے موجود ہوگا آمنے سامنے بیٹھکر تحریری گفتگو کرے اور وہی گفتگو روزانہ طبع ہوکر پبلک کو پہنچاتے رہینگے یہ تو ہم نے نہایت ہی تیرے حال پر رحم کیا جبکہ تجھکو انتظام مکان وامن عامہ اجازت سرکاری کے حاصل کرنے سے عاجز اور ناکارہ سمجھا۔ ورنہ سچ ہیں خدا کے فضل سے شیر نیستاں آج ہم

ہاتھ شیروں پر نہ ڈالا اے روبہ زار و نزار

ہمیں پبلک مناظرہ سے کیوں گریز ہوتا۔

پھر اسکا یہ لکھنا کہ ہمارے امام یا خلیفہ صاحب اسکے ساتھ مناظرہ کے لیئے آئیں عجیب قابل مضحکہ ہے۔ پہلے یہ اپنی طرف دیکھے اور ہمارے امام صاحب کی شان کو سمجھے۔ بھلا کبھی ایسا ہوسکتا ہے کہ دہلی کے ایک معمولی ملاں کے مقابلہ میں جو نہ کسی قوم کا پیشوا نہ مسلمانان دہلی کا رہنما محض ایک غیر مشہور حجرہ نشین اور اسکے ساتھ مباحثہ کے لیئے ہمارا امام آئے چہ خوش سچ یہ منہ اور مسور کی دال۔

ایاز قدر خود بشناس

او مولوی سن! ہم نے پہلے تیری بڑ کے جواب میں لکھدیا تھا کہ اگر تمام مسلمانان ہند نہیں تو کم از کم تین چار جگہ کے اہلحدیث کی طرف سے ہی تو پہلے اپنے لیئے جب مناظر ہونے کا سرٹیفکٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کر دیگا تو ہم بھی اپنے امام علیہ السلام کی طرف سے تحریر ذمہ داری حسب المطلب تیری فوراً لا دینگے۔ مگر اپنی حالت کا اندازہ تجھے معلوم تھا کہ کوئی اہلحدیث چھوڑ عامی غیر مقلد بھی تجھے اپنی طرف سے مناظر انتخاب نہیں کریگا تو نے ہمارے مطالبہ کا کچھ جواب نہ دیا پھر اس بیہودگی اور شست بعد از جنگ کی کیوں ضرورت پڑی کہ ہمارے خلیفہ صاحب کے متعلق دوبارہ وہ بات لکھدی جسکے مقابل کوئی اپنی سند تحریری پیش نہیں کر سکا۔ لہٰذا ایسی صورت میں تو اتنا بھی ضروری نہیں کہ ہم اپنے پیشوا کی کوئی تحریر ذمہ داری بھی تجھکو دیں ہم میں سے ہر شخص ہر وقت خدا کے فضل سے تجھ جیسے کے ساتھ مناظرہ کرنیکی اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت رکھتا ہے اور کر سکتا ہے جسکو ہم میں سے تو للکاریگا وہی تجھکو میدان میں پچھاڑیگا مگر تاہم جسوقت تو بذات خود مناظرہ کے لیئے آمادگی ظاہر کریگا ہم انشاء اللہ اُس مناظر کے تقرر کا اجازت نامہ اپنے امام کی طرف سے پیش کر دینگے۔ بعد ازاں مناظرہ کریں گے کیا تجھے جرأت ہے کہ مناظرہ کے لیئے اُٹھے؟ اگر ہے تو اُٹھ اور دیکھ کہ کیا تیرا حال ہوتا ہے۔ اور کس طرح تیری علمی اور عقلی پردہ دری تیرے ہواخواہوں اور معاونین کے سامنے ہوتی ہے۔

پھر یہ تو بتا کہ تجھے اپنے عقیدہ حیات مسیح اور اس کے متعلقات پر گفتگو کرنیسے کیوں موت آتی ہے۔ اور کیوں تو ہمارے سامنے مسیح ناصری کو آسمان پر چڑھا کر نہیں لاتا؟ کیا وجہ ہے کہ اس نارعنکبوت کو تو ہاتھ نہیں لگاتا؟ کیا جانتا ہے کہ اس مشرکانہ عقیدہ سے تو شرماتا ہے یا کم از کم اپنی علمی قابلیت کے جوہر اسی کے متعلق دکھا کر کس لیئے حیات مسیح پر اول گفتگو نہ کیجائے؟ وہ دلائل اور وجوہات لکھکر لوگوں کو سُنا اور ہم کو بتا جنکی بنا پر اس مسئلہ حیات مسیح کو (جسکے نام سے تیری اور تیرے حمائیتیوں کی دفات ہو جاتی ہے) مقدم نہ کیا جائے؟ پس جب تک تو مدلل طور پر یہ ثابت نہ کر دے کہ حیات مسیح کے مسئلہ پر گفتگو کرنا ضروری نہیں اسوقت تک اس مسئلہ سے گریز تیری کمزوری بے بسی اور اس عقیدہ کے باطل ہونیکی بیّن دلیل ہے۔ ہمارا حوصلہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اپنے ذمہ وفات مسیح کا ثبوت جو ہمکو باوجود عدم ثبوت حیات مسیح کے بیان کرنا لازمی نہیں لیکر دوسرا صداقت مسیح موعود علیہ السلام کا بار اُٹھا کر تجھے کسقدر آسانی دی ہے کہ خود ہم دو دعووں کا ثبوت دینے کو کھڑے ہیں اور تجھ سے تیرے ایک دعوے کا ثبوت مانگتے ہیں جس سے تیری جان نکل رہی ہے۔ اور پھر ڈینگ یہ کہ "ہم سب ایسے مناظرہ کے لیئے جس میں غرض اظہار حق ہو آمادہ و تیار ہیں" سبحان اللہ! کیا آمادگی اور کیسی تیاری ہے کہ حیات مسیح کے عقیدہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنا اظہار حق نہیں۔ افسوس۔ افسوس افسوس۔

ایک مدعی اہلحدیث کا یہ حیلہ گریز نہایت شرمناک ہے کہ خلاف قرآن مجید اُس تنازعہ کے لیئے جو فرعی مسائل اور دینی امور کے متعلق مابین ہو ایک ایسا حکم مقرر کرتا ہے جسکے لیئے نہ قرآن مجید حکم دیتا ہے نہ احادیث صحیحہ سے سند ملتی ہے۔ اے دُور تر از علم و دین انسان! قرآن مجید میں تو اُس شخص کے لیئے جو مدعی صداقت قرآن ہو یہ حکم ہے کہ فان تنازعتم فی شیٔ فردّوہ الی اللہ والرسول مگر تو کہتا ہے کہ نہیں فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی المسلم۔ نادان یہ بھی نہیں سمجھتا کہ مسائل دینی کے فیصلہ کے لیئے سوائے خدا اور رسول کے کسی کی طرف جانا یا غیر اللہ والرسول کو حکم بنانا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی دین سے علاوہ تنازعہ ہو تو اسمیں کسی غیر کو حکم بنا لینا مضائقہ نہیں۔ نہ کہ خدا اور رسول کے احکامات و ارشادات کے فیصلہ کے لیئے کسی غیر کو حکم بنایا جائے۔ پس پہلے تیرا یہ فرض ہے۔ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر کہ تو قرآن و حدیث سے وہ اجازت دام پیش کر جسکے رو سے تو کہتا ہے کہ "ایک حکم مسلم فریقین غم در ہوگا" ورنہ شرم کر۔

اور یہ تو بتا کہ وہ حکم مسلم فریقین کون ہو سکتا ہے؟ جسپر فریقین کو اعتماد کلی ہو؟ کیا ایک حنفی یا اہلحدیث۔ یا نیچری یا چکڑالوی یا احمدی یا کسی دیگر فرقہ کا باہتر فرقوں میں سے؟ ذرا اس مسلم فریقین کا نام تو بتا۔ ایسی باتیں لکھکر تو عام و خاص پر اپنی کمزوری اور گریز از مباحثہ کا کیوں اظہار کر رہا ہے۔ یہ سب روباہ بازیاں اور نامعقول حیلے اور بہانے اگر مباحثہ سے گریز و فرار کے نہیں تو اور کس لیئے ہیں؟ سوچ اور خوب سوچ۔

اور ۱۹- مارچ کے اشتہار کے متعلق جو ہم سے پوچھتا ہے کہ "کیا ۱۹- مارچ کے اشتہار سے آپ لوگ انکاری ہیں" تو سن لے اور خوب کان کھول کر سُن لے! کہ ہم نے کوئی اشتہار ۱۹- مارچ کا تقسیم و شائع نہیں کیا۔ اگر تیرے پاس اسکی کوئی کاپی ہے تو پیش کر اور بتا کہ تو نے کہاں سے وہ حاصل کی اور کس نے تجھ کو دی۔ اگر ہم نے وہ اشتہار شائع کیا ہے تو دہلی میں سب کے پاس پہنچا ہوگا کم از کم دس بیس کاپیاں تو اسکی پیشکر جو ہم نے تقسیم و شائع کی ہوں اسکے متعلق ہم اپنے قانونی حقوق کو محفوظ رکھتے ہیں۔ تو پہلے وہ اشتہار نکالکر دکھا پھر سمجھا دینگے اور معلوم کرا دیں گے کہ کس طرح اشتہار تو نے لیا۔ ہم نے جو اشتہار دہلی میں شائع کیا اسکو عام طور پر بازاروں میں تقسیم کیا سب کو دیا مگر ۱۹- مارچ کا کوئی اشتہار ہم نے تقسیم نہیں کیا۔ خوب یاد رکھ۔

بالآخر ہم پھر کہتے ہیں کہ اگر تجھ میں غیرت کا مادہ ہے تو اپنے چیلنج پر قائم رہکر بموجب شرائط مورخہ ۱۶- مارچ ۱۹۳۶ء یا حسب تجویز مورخہ ۲۶- مارچ ۱۹۳۶ء عام یا خاص طور پر مناظرہ کے لیئے آمادہ ہو جا ورنہ دنیا پر تیری حقیقت کھل چکی اور مباحثہ سے فرار کا اقرار تیرا سب نے دیکھ لیا۔ اور آئندہ اگر کچھ کہا تو اور بھی اپنی پردہ دری کرائیگا۔ انشاء اللہ

اہلحدیث کی مذبوحی حرکات

دہلی صدر بازار میں جو جلسہ اہلحدیث نے ہمارے خلاف اعلان کر کے کرنا چاہا تھا مگر قدرت خدا سے وہ جلسہ حنفیوں کے خلاف کرنا پڑا اور ہمارے متعلق اپنے پروگرام میں صرف آدھا گھنٹہ ہی بیان کا رکھ سکے جسمیں مولوی احمد اللہ نے اوٹ پٹانگ۔ تقریریں کیں اور اُن تقریروں کے متعلق ہم نے تین اشتہار اہلحدیث کے خلاف ۲۶-۲۷- مارچ و یکم اپریل ۱۹۳۶ء کو شائع کیئے تھے جنکا عنوان "جاء الحق و زہق الباطل" اور "جلسہ اہلحدیث واقعہ صدر بازار کی کیفیت اور مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت" اور "جلسہ اہلحدیث کی کیفیت اور حیات مسیح کی حقیقت" تھا اور یہ تینوں اشتہار فاروق نمبر ۲۱-۲۲-۲۳ مورخہ ۲-۹-۱۶- مارچ ۱۹۳۶ء میں جو ایک ہی پرچہ تین ہفتہ کا دہلی سے آکر شائع کیا تھا نقل کر دیئے تھے۔ اُن میں سے پہلے اشتہار کے تین جواب یکے بعد دیگرے نہایت نامعقول اور بے سر و پا تین شخصوں کی طرف سے اہلحدیث دہلی نے بذریعہ اشتہار شائع کرائے ہیں جنکا جواب الجواب بتائید ایزد وہاب ذیل میں دیا جاتا ہے ایک اشتہار کسی عبد الستار کلاتوری غیر مقلد کا دوسرا مولوی عبد الوہاب اہلحدیث کا تیسرا مولوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمد اللہ امام مسجد غیر مقلدین کا ہے ان جوابوں کو پڑھ کر ہمیں حیرت پر حیرت اور تعجب پر تعجب ہے کہ ان دشمنان دین اور عدوان خیر المرسلین نے خواہ مخواہ انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کی کیوں بے سود کوشش کی۔ نہ کوئی علمی جواب ہے نہ عقل کا خطاب ہے۔ البتہ ہرزہ درائی بیہودہ سرائی۔ یاوہ گوئی۔ ناحق پر دہی۔ گندہ دہانی بدزبانی میں اپنے اسلاف یہود و نصاریٰ و ابن سبا اور نجدی کی روح کو خوش کر کے اُن سے بھی آگے قدم بڑھایا ہے۔ اور اپنے غیر مقلد اور اہلحدیث ہونیکا پورا نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ تینوں دجاجلہ کی خوش بیانی اور محدثانہ اخلاق کا تھوڑا تھوڑا نمونہ ناظرین کے لیئے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

عبد الستار غیر مقلد کی بدزبانی اس بدبخت کے نہایت زلیل پراز نحوست اشتہار کی سرخی ہے "دہلی کے مرزائی اور جلسہ اہلحدیث" اس میں لکھتا ہے کہ (۱) "اگر عیسیٰ بن مریم کو ترقی ہوگئی اور سب کی طرف رسول ہوگئے تو تمہارے باوا کا کیا اجارہ (۲) تم کو لازم ہے کہ کسی مکتب میں بیٹھکر باقاعدہ سمجھ حاصل کرو (۳) مرزائیوں کی تقدیر میں جھوٹ بولنا ہی لکھا ہے (۴) مرزا صاحب سے جھوٹ بولنے کا ٹھیکہ لیا ہے جو دروغگو بر دروغ تو کا مصداق تھا (۵) مرزائیوں کے سمجھانے کے لیئے آدمی کس کا سر پھوڑے" ماشاء اللہ کیا حدیث خوانی ہے اور کیسی عمدہ اہلحدیث ہونیکی نشانی ہے۔

عبد الوہاب کی گندہ دہانی اس دور تراز علم و دین نے جو اشتہار دیا ہے اسکی سرخی ہے۔ "حجۃ الاسلام" اسمیں مندرجہ ذیل اسلامی حجتیں پیش کی ہیں (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں یہ گندہ دہان لکھتا ہے کہ "اس دجال کے پھندے میں نہ آؤ (۲) یہ دجال کاذب ہے (۳) دیکھو تو جورو مرزا کی آرام کرے دوسرے کی بغل میں۔ (۴) مرزا قادیانی دجال کذاب ہے (۵) ہمارا دین اور عقیدہ ہے کہ وہ جھوٹا کذاب ہے"

شاید اس بزاخفش کو اپنی ڈاڑھی منڈوانا اور مونچھیں کٹوانا یاد آگیا کہ جن حرکات سے اسکی مرمت اہل دہلی نے کی تھی اور فوجداری مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہونے پر برف خانہ کوڑیا پل میں چھپتا پھرتا تھا اس قابل شرم مقدمہ نے جواز متعہ کے مفتی کو اسقدر بے حیا کر دیا ہے کہ اب اذلہ تستحی فاصنع ما شئت کا پورا مصداق ہوگیا ہے اور ہر آئینہ میں اپنی ہی شکل دیکھتا ہے اور حبشی کی طرح اپنی روسیاہی پر شرماتا نہیں الٹا آئینہ کو ہی بُرا بتلاتا ہے۔ افسوس کہ اس ناپاک فطرت نے ایسے پاکیزہ الفاظ میں اپنے محدثانہ عقیدوں کا ذکر کیا ہے۔ جس سے سخت گند اُچھالا ہے۔ مگر خدا نے اس کی پردہ دری کرانی تھی اسلیئے شامت اعمال نے اسس کو برسر راہ لا ڈالا ہے اب انشاء اللہ دیکھے گا کہ اسکی وہ گت بنتی ہے کہ چیخ اُٹھے قبر میں بھی جس سے نانی آگئی۔

احمد اللہ کی حرکات شیطانی یہ شخص غیر مقلدین کی مسجد کا پیش امام ہے اسی لیئے نہایت بدلگام ہے اسکے اشتہار کی سرخی۔ "فللہ الحجۃ البالغہ" ہے جسمیں مندرجہ ذیل اکاذیب سے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا ہے (۱) مرزائی تیرھویں صدی کے دجاجلہ ہیں نعوذ باللہ من ہذہ الفرقۃ الطاغیۃ (۲) مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال ہے اور اُس کے تابعدار بھی دھوکہ باز جھوٹے ہیں (۳) مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب و اسود عنسی ہے (۴) مرزا قادیانی شریعت الٰہی کو پس پشت ڈالکر کافر ہوگیا (۵) مرزا غلام احمد قادیانی بھی انہی ۳۰ دجالوں میں سے ایک دجال ہے" (انہی تیس میں سے یہ تین غیر مقلد بھی ہیں)۔

اب اِن تینوں دجالوں کا جواب جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا کے مطابق دینا شرعاً ناجائز نہیں لہٰذا بحولہ و قوتہ اِن دجاجلہ کی سرکوبی کے لیئے عاجز اب قلم اُٹھاتا ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

ہمارے اشتہار "جاء الحق وزھق الباطل" مورخہ ۲۶-مارچ میں مدعیان حیات و نزول مسیح اسرائیلی و مولوی احمد اللہ دہلوی سے مندرجہ ذیل چند سوال کیئے گئے تھے۔ اُن سوالوں کے جو جواب اِن دجّال ثلثہ نے دیئے ہیں وہ ہم ناظرین کو سُنا کر اپنا جواب الجواب نقل کرتے ہیں۔ ہم اپنے سوالات مندرجہ اشتہار کو "احمدی" کے نام سے اور دجّالین کے جواب کو اُنکے نام سے نقل کر کے اپنا جواب الجواب "فاروق" کی سُرخی سے دیتے ہیں۔ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں۔

احمدی۔ مولوی احمد اللہ صاحب کا بڑا زور حدیث لا نبی بعدی کے غلط معنوں پر تھا کہ آپ بار بار یہی کہتے تھے کہ لا نبی بعدی میں جدید نبی کے آنیکی نفی ہے قدیم نبی کی نہیں۔ مسیح اسرائیلی چونکہ قدیم نبی ہے اسلیئے اس کا خلاف لا نبی بعدی نہیں نہ وہ خاتم النبیین کے خلاف ہے حالانکہ ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کی ہے جو نئے اور پُرانے جدید اور قدیم ہر نبی کی نفی کرتی ہے اسکو جدید سے مخصوص کرنا مولویصاحب مذکور کی علمی قابلیت کی اعلیٰ دلیل ہے جو اہل علم سے مخفی نہیں" اسکا جواب احمد اللہ مذکور "فللہ الحجۃ البالغہ" والے اشتہار میں یوں دیتا ہے۔

احمد اللہ مرزائیوں نے لا نفی جنس کا نام سُن لیا ہے لیکن حقیقت حال سے واقف نہیں ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ لا نفی جنس کی خبر اکثر محذوف اور افعال عامہ سے ہوتی ہے لا نبی بعدی میں بھی خبر لا کی محذوف ہے تو اس صورت میں معنے یہ ہوئے لا نبی بعدی ثابت او حاصل او کائن او موجود۔ لا نفی جنس سے نبوت معہودہ دجالین کی نفی ہے نہ نبوت موجودہ ثابتہ قدیمہ کی۔ اگر بقول مرزائیوں کے نبوت جدیدہ اور نبوت قدیمہ ثابتہ کی علی العموم دونوں کی نفی ہو تو اس صورت پر یہ خرابی لازم آتی ہے کہ نبوت و رسالت ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ کلیم اللہ و نوح علیہ السلام وغیرہ کی باطل ہوئی وذالک محال۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نبوت جدیدہ دجالین کی نفی کی گئی ہی مراد لا نبی بعدی سے ہے اس جملہ کے پہلے جو جملہ ہے اس میں دعوئی دجالین کا بیان ہے۔ رسول مقبول صلعم فرماتے ہیں میرے بعد تیس دجال ہونگے (جنمیں سے ایک امام مسجد کوچہ چابک چند بھی ہے۔ ایڈیٹر) اور سب نبوت کا دعوئی کرینگے سب جھوٹے ہیں وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ ترمذی"

فاروق۔ کس شیخی پر حجرہ نشین مسجد کہتا ہے کہ "مرزائیوں نے لا نفی جنس کا نام سُن لیا ہے لیکن حقیقت حال سے واقف نہیں" اس تکبر پر تو چاہیئے تھا کہ یہ ثابت کرتا کہ (۱) لا نبی بعدی میں لفظ نبی نکرہ نہیں یا (۲) اس نکرہ پر لاء نفی جنس کا نہیں (۳) یا یہ کہ جب کسی جنس نکرہ پر لا نفی جنس داخل ہو تو اس سے اس جنس کے ہر ایک فرد کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفی نہیں ہوا کرتی ؛

اے جہالت! تیرا ستیاناس ہو۔ تو نے کسقدر غضب ڈھایا۔ کہ مولوی احمد اللہ جیسے "حقیقت حال" کی شناسائی کے مدعی کو اس مجنونانہ ہذیان کے قعر میں سرنگوں ڈال دیا۔ کہ "مرزائیوں نے لانفی جنس کا نام سن لیا ہے۔ لیکن حقیقت حال سے واقف نہیں۔ ایک ادنےٰ طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ لانفی جنس کی خبر اکثر محذوف اور افعال عامہ سے ہوتی ہے لانبی بعدی میں بھی خبر لا کی محذوف ہے۔ تو اس صورت پر معنے یہ ہوئے۔ لانبی بعدی ثابت او حاصل او کائن او موجود حالانکہ ایک ادنےٰ سے ادنےٰ طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ ثابت وغیرہ افعال نہیں۔ بلکہ اسماء ہیں سہ

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

یہ بھی یاد رہے۔ کہ لانبی بعدی میں لانفی جنس کی خبر اکثر نحویوں کے نزدیک محذوف نہیں بلکہ مذکور ہے۔ (دیکھو ہمع الہوامع جلد اول صفحہ ۹۹ "والاکثرون فی المسائل الثلاث علی ان الحکم للظرف حقیقۃ") اجس کی بابت مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "ایک ادنےٰ طالب علم بھی جانتا ہے۔ کہ لانفی جنس کی خبر اکثر محذوف اور افعال عامہ سے ہوتی ہے۔ لانبی بعدی میں بھی خبر لا کی محذوف ہے" پس مولوی صاحب کا ایسا فرمانا سراسر جہالت پر مبنی ہے چنانچہ ملاجامی فوائد ضیائیہ میں لکھتے ہیں۔ "وقد تحذف اسم لا حذفا کثیرا فی مثل لا علیک ای لا باس علیک ولا یحذف الا مع وجود الخبر ائلا یکون اجحافا"۔ اور علامہ سیوطی ہمع الہوامع میں لکھتے ہیں۔ "وربما حذف الاسم وبقی الخبر قالوا لا علیک ای لا باس علیک" اس سے ظاہر ہے۔ کہ خبر کے محذوف ہونے سے یہ مراد ہے۔ کہ ظرف یا مجرور کی صورت میں بھی مذکور نہ ہو۔ پس اگر ظرف یا مجرور کی صورت میں مذکور ہو۔ تو اُسے محذوف نہیں بلکہ مذکور سمجھا جائیگا ؛

حذف خبر لا نفی جنس کے متعلق علامہ سیوطی کتاب مذکور میں لکھتے ہیں "حذف خبر ھذا الباب علم غالب فی لغۃ الحجاز ملتزم فی لغۃ تمیم وطئی فلم یلفظوا بہ اصلا مخبرا ضیر فلا خوف ولا ضرر ولا ضرار ولا عدوی ولا طیرۃ۔ لا باس۔ اس سے بھی صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ محذوف سے مراد وہ نہیں جو مولوی صاحب سمجھے ہیں ؛

مغالطہ کا جواب

مولوی صاحب نے لانبی بعدی میں کائن وغیرہ کو خبر محذوف قرار دیکر یہ مغالطہ دینا چاہا ہے۔ کہ گویا اس طرح سے حدیث کے جو معنے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ گذشتہ انبیاء کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے سے مانع نہیں ہیں۔ حالانکہ خبر مقدر نکالنے کا ان کے مدعا پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور عامل مقدر کو خبر قرار دینے یا نہ دینے سے حدیث کے معنوں پر کچھ بھی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی۔ اور دونوں صورتوں میں اسکا ماحصل یہی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم سے بعد میں ہونے کی صفت کسی نبی کو نہ حاصل ہے۔ اور نہ ہوگی۔ یعنی پہلے انبیاء میں سے بھی کوئی نبی آپکے بعد دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بعدیت پائی جاتی ہے۔ حالانکہ حدیث کا مدعا یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بعد میں ہونے کی صفت کسی نبی میں نہیں پائی جاتی ؛

ہاں اگر مولوی صاحب یہ ثابت کر دیتے۔ کہ (۱) لانبی بعدی میں لانفی جنس کا نہیں۔ (۲) یا یہ کہ لفظ نبی جنس نکرہ نہیں ہے۔ (۳) یا یہ کہ یہ قاعدہ ہی غلط ہے۔ کہ اس لا سے جنس کی نفی لینے اس کے ہر ایک فرد کی نفی ہو جاتی ہے۔ (۴) یا یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہی نہیں ؛ تو بیشک اس صورت میں اس حدیث سے آپکے مدعائے باطل کا ابطال نہ ہو سکتا۔ لیکن جب آپ ان چاروں شقوں میں سے کسی ایک کو بھی ثابت نہیں کر سکے۔ بلکہ آپ کو ان کا انکار کرنا پڑا ہے تو اس صورت میں آپ کا لا خبر کو آڑ بنانا آپ کو اور آپکے دعوے کو اس برہان قاطع سے کیونکر بچا سکتا ہے ؛

اور آپ کا یہ دعویٰ کہ "لانفی جنس سے نبوت مسد ومہ دجالین کی نفی ہے۔ نہ نبوت ثابتہ قدیم کی"۔ یہاں آپ نے یہودیانہ تحریف اور جہالت کا خوب صفائی سے نمونہ دکھایا ہے اس جگہ اگر حدیث کے الفاظ یہ ہوتے۔ کہ "لا دجال نبی بعدی" تو بیشک اسکا یہی مفہوم ہوتا۔ جو مولوی صاحب نے بتایا ہے لیکن جب حدیث کے الفاظ یہ نہیں۔ بلکہ اس کے الفاظ لانبی بعدی ہیں۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ تو پھر یہ تاویل کیونکر صحیح ہو سکتی ہے۔ کہ اس میں صرف دجالوں کی نبوت کی نفی کی۔ سچے نبیوں کی نفی نہیں کی گئی۔

(ثانیاً) جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی کوئی دجال نبی نہیں ہوا۔ تو اس صورت میں لانبی بعدی کے یہ معنے کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی دجال نبی نہیں ہوگا۔ اس صورت میں بعدی کا لفظ بالکل فضول ٹھہرتا ہے۔ ہاں اگر مولوی صاحب کے نزدیک گذشتہ انبیاء علیہم السلام دجال ہوں۔ تو اس صورت میں وہ اس حدیث کے یہ معنے کر سکتے ہیں۔ کہ آئندہ کوئی دجال نبی نہیں ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذلک ؛

(ثالثاً) دجال تو آنحضرتؐ سے پہلے بھی نہیں ہو سکتے تھے۔ جیسا کہ آپکے بعد نہیں ہو سکتے۔ اور آپنے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ لانبی بعدی میں صرف دجالین کی نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ پس آپنے صاف اقرار کر لیا۔ کہ سچے نبی جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسکتے تھے۔ اسی طرح اب بھی آسکتے ہیں۔ کیونکہ لانبی بعدی کی حدیث سے بقول آپکے صرف دجالوں کی نبوت کی نفی ہوتی ہے نہ کہ سچے نبی کی۔ باقی قدیمہ یا جدیدہ کی تفریق کا حدیث کے الفاظ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ کا یہ خیال باطل کہ "اگر بقول مرزائیوں کے (الی قولہ) نوح علیہم السلام وغیرہ کی باطل ہوئی"۔

یہ آپکے جہل مرکب ہونے کا بین ثبوت ہے۔ اگر حدیث کے الفاظ (نعوذ باللہ) یہ ہوتے۔ کہ لانبی سوائی (میرے سوا کوئی نبی نہیں) تو بیشک مولوی صاحب جیسے خوش فہموں کے لئے ایسے جہالت کی گنجائش نکل آتی۔ لیکن جب حدیث کے الفاظ لانبی بعدی صاف بتا رہے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد آنے والے نبیوں کی نفی کی گئی ہے۔ تو جو نبی آنحضرتؐ کے بعد نہیں ہیں۔ بلکہ خود آنحضرتؐ ان نبیوں کے بعد ہیں۔ اور جن نبیوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے کی صفت پائی ہی نہیں جاتی۔ ان کی نبوت کی نفی اس حدیث سے کسطرح ہو سکتی ہے ؛ فتفکر ولا تکن من الجاھلین ؛

ناظرین یہ تو ایک غیر مقلد کا جواب تھا۔ آگے دوسرے غیر مقلد کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔ کہ وہ اپنے اشتہار "دہلی کے مرزائی اور جلسہ اہلحدیث" میں کیا کہتا ہے۔

عبدالستار غیر مقلد "ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا اور حدیث لانبی بعدی سے ان کو مخصوص کرنا اور جدید نبی ہی تسلیم کرنا اس کے کئی وجوہ ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ اس حدیث میں نبی صلعم نے متعدد نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد ان متعدد نبیوں کو بلفظ دجال وکذاب تعبیر کیا ہے۔ اس کے بعد اپنا خاتم الرسل ہونا بیان کیا ہے اس کے بعد حدیث لانبی بعدی ہے۔ نتیجہ صاف ہے۔ کہ وہ

نبی جو حدیث میں متعدد وشخصین بیان کئے گئے ۔ اور کذاب دجال کے ساتھ تفسیر کئے گئے ۔ وہ تحت حدیث لانبی بعدی میں داخل ہیں ۔ قطع نظر ہر وجوہ کے قاعدہ اصول ہے ۔ کہ ما من عام الا وقد خص یعنے ہر عام مخصوص منہ البعض ہوتا ہے ۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عمومیت سے بنص قرآن واحادیث صحیحہ خاص ہیں ۔ ومن ادعی خلافہ فعلیہ البیان بالبرہان "

فاروق ۔ اس نئے مولوی نے ایک بات تو وہی بیان کی ہے ۔ جو اسکا پیش امام احمد اللہ لکھ چکا ۔ کہ لانبی بعدی سے "نبوت جدیدہ دجالیں کی نفی کی گئی ہے" ۔ جس سے قبصد ہوگیا ۔ کہ صادق کی نفی نہیں کی ۔ دوسری بات اس نے اس کی تقلید میں نہیں بلکہ غیر متعلدانہ لکھی ہے ۔ جو اس کے سراسر خلاف ہے ۔ احمد اللہ تو ابن مریمؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے پر قدیم نبی قرار دیکر اپنا شتاپ تخلیفیں کرتا ہے ۔ مگر یہ بیچارہ ان کو بعد رسول اکرمؐ جدید نبی ہی تسلیم کرتا ہوا لانبی بعدی کی عمومیت سے کسی نامعقول اور بالکل فضول غیر معروف اصول کہ "ہر عام مخصوص منہ البعض ہوتا ہے" ۔ کی بنا پر مسیح ناصریؑ کو باوجود جدید نبی تسلیم کرنے کے مستثنیٰ اور خاص کرتا ہے ۔ اور نہیں جانتا ۔ کہ یہ کلیہ ہی بالکل غلط ہے ۔ کہ ہر عام مخصوص منہ البعض ہوتا ہے ورنہ اس کو آیات ذیل کی عمومیت میں بھی اس اصول سے کام لیکر ہر خاص کا پتہ بتانا چاہئے ۔ حرمت علیکم امہاتکم وبنتکم واخواتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ الاٰیۃ اور (۲) ولا تنبہ والخبیث والطیب ۔ اور (۳) ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم وغیرہ میں کون کون خاص ہے ۔ کیونکہ آپ کے مسلمہ اصول کا قاعدہ ہے ۔ کہ ما من عام الا وقد خص ۔

آگے تیسرے غیر متعلد حماقت مآب مولوی ابوتراب عبدالوہاب کی بڑ سنئے ۔

عبدالوہاب "عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی نبی ہو چکے ہیں ۔ اب ان کے آنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے ۔ کہ وہ نبی بنائے جائیں گے ۔ بلکہ وہ پہلے ہی نبی ہو چکے ہیں وہ لانبی کے ماتحت داخل ہی نہیں جیسے کہ حدیث سے ظاہر ہے ۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔ اور بہت سے خلیفہ ہوں گے " ۔

فاروق :۔ اذا قل دین المرء قل حیاءہ ۔ ان مولویوں کو نہ کچھ خوف خدا ہے ۔ اور نہ شرم و حیا ہے پہلے ایک بالکل بے بنیاد بات خود ہی گھڑ لیتے ہیں ۔ اور پھر اُسے خدا تعالےٰ کی طرف یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ ایسا ہی مولوی صاحب نے بھی پہلے تو حدیث لانبی بعدی کے یہ معنے اپنی طرف سے گھڑ لئے ہیں ۔ کہ میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا ۔ اور پھر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے ۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آجانا اس حدیث کا منافی نہیں ہے ۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے نبی بن چکے ہیں ۔ نہ یہ کہ آئندہ بنائے جائیں گے ۔ پس ان کے آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور شخص کو بھی نبی بنایا گیا ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ۔ کہ :۔

"اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے ہی نبی ہو چکے ہیں ۔ اب ان کے آنے سے یہ لازم نہیں آتا ۔ کہ وہ نبی بنائے جائیں گے ۔ بلکہ وہ پہلے ہی نبی ہو چکے ہیں ۔ اور وہ لانبی بعدی کے تحت میں داخل ہی نہیں" ۔

ان حضرت سے کوئی پوچھے ۔ کہ اس حدیث میں وہ کونسا لفظ مذکور یا محذوف ہے جس سے آئندہ بنایا بنایا جانا سمجھا جاتا ہے ۔ کیا اچھا ہوتا ۔ اگر مولوی صاحب ایسی جہالت دکھلانے سے پہلے نحو کا کوئی رسالہ دیکھ لیتے ۔ جس سے آپ کو معلوم ہو جاتا ۔ کہ جب کسی جملہ میں خبر ظرف یا مجرور ہو ۔ تو اسکا متعلق کوئی ایسا لفظ مقدر ہوگا ۔ جو افعال عامہ میں سے ہو ۔ یا افعال عامہ سے مشتق ہو ۔ کیا مولوی صاحب ثابت کر سکتے ہیں ۔ کہ بنائے جائیں گے افعال عامہ میں سے ہے ۔ غرض لانبی بعدی کے یہ معنے کسی صورت میں بھی نہیں کئے جا سکتے ۔ کہ میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائیگا ۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ کوئی نبی میرے بعد نہیں ہوگا ۔

(۲) احمدی ۔ ہمارے اشتہار میں پہلا سوال یہ پوچھا گیا تھا ۔ کہ "مسیح ناصریؑ اب دوبارہ کس حیثیت سے نازل ہوں گے ۔ آیا اپنی اصلی حیثیت سے یا اس سے تنزل ہو کر یا ترقی پاکر ۔ یا ان تینوں صورتوں سے علاوہ کسی اور صورت سے" ؟ یہ سوال علماء حال کے لئے ایک عقدہ لاینحل اور ایسا زبردست ہے ۔ جو مدعیان نزول مسیحؑ کو گرداب حیرت میں ڈالدیتا ہے ۔ اور استقدر عام فہم ہے ۔ کہ بچہ سے لیکر منتہی تک اس کی معقولیت کو سمجھ جاتا ہے کیونکہ ہر ایک ایسا شخص جسکو ذرا بھی علم قرآن ہے ۔ یہ جانتا ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ علیہ وسلم سے قریب چھ سو سال پیشتر نبی و رسول صاحب کتاب و امت اور خاص بنی اسرائیل کی طرف وہ نبی و رسول مبعوث کئے گئے تھے قرآن مجید میں ان کا دعوےٰ رسالت اسطرح نقل کیا گیا ہے ۔ یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم ۔ اور خداوند تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ ورسولاً الی بنی اسرائیل ۔ یعنے میں اے بنی اسرائیل تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں ۔ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا ۔ اور جو لوگ اس کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور پھر واپس زمین پر آنے کے مدعی ہیں ۔ ان کو معلوم ہے ۔ کہ آسمان پر جانے کے وقت وہ اسی عہدۂ نبوت و رسالت پر بنی اسرائیل میں کام کر رہے تھے ۔ اور انجیل ان پر نازل ہو چکی تھی نصاریٰ ان کی امت تھے ۔ جس سے صاف ظاہر ہے ۔ کہ وہ ایسی حالت میں آسمان پر تشریف لے گئے جبکہ وہ بنی اسرائیل میں سے ایک امت نصاریٰ نام کے رسول اور انجیل نام کتاب کے حامل اور توریت شریف کے معلم اولوالعزم نبی تھے ۔ یہ ان کی اصلی حالت اور آسمان پر جانے کے وقت کی پوزیشن (حیثیت) ہے ۔ اب جو بقول مدعیان حیات و نزول وہ دوبارہ تشریف لاویں گے ۔ تو ان کی حیثیت بوقت تشریف آوری سوائے اس کے کوئی اور نہیں ہو سکتی ۔ کہ یا وہ جس کرسی نبوت و رسالت بنی اسرائیل پر بیٹھے ہوئے کام کرتے گئے تھے ۔ اُسی کرسی پر اسی حیثیت سے آبیٹھیں ۔ یا اس کرسی سے انکو اتار کر نیچے بٹھا دیا جائے ۔ یا کرسی سے اوپر تخت پر چڑھائے جائیں ۔ وہاں ایک چوتھی حالت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کا تبادلہ کر دیا جائے ۔ یعنے پہلے وہ بنی اسرائیل کی رسالت کرتے تھے ۔ اب کسی اور گروہ کے رسول بن کر کسی دوسرے علاقہ پر حکمران ہوں ۔ مگر بغیر کسی ترقی یا تنزل کے اسامی وعہدہ وہی رہے ۔ صرف ایک مقام سے دوسرے مقام میں چلے جائیں ۔ اور ایک معین قوم سے دوسری معین قوم پر رسالت کریں ۔ لیکن اس حالت میں اختیارات میں کمی ہو نہ سابقہ قانون میں بشکل ترمیم و تنسیخ یا تبدیلی واقع ہو ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈپٹی کمشنر ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں بعد گذرنے مدت قیام تبدیل ہو جاتا ہے جس ضلع سے تبدیل ہو کر جاتا ہے وہاں بھی وہ ڈپٹی کمشنر ہی تھا ۔ اور ایک ہی قانون کا پابند تھا اب دوسرے ضلع میں بھی جہاں تبدیل ہو کر گیا ہے ۔ ویسا ہی ڈپٹی کمشنر ہے ۔ اور وہی سابقہ قانون اس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واجب العمل ہے۔ محض ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا گیا ہے۔ پس بحران چاروں حالتوں کے اور کوئی حالت بوقت نزول مسیح ناصری کی نہیں ہوسکتی۔ چاہے کتنا ہی زور لگالو۔ اور یہ چاروں اس کے لئے ناممکن ہیں ؛

اما صورت اول ۔ کہ وہ اصلی حالت پر آئے۔ تب ہی ممکن ہے۔ جبکہ پہلے یہ ثابت کردیا جائے۔ کہ وہ اپنے عہدہ رسالت الی بنی اسرائیل سے (۱) رخصت لیکر گیا ہو (۲) یا بیمار ہوکر گیا ہو (۳) یا معطل ہوکر گیا ہو۔ اور اب بحال ہو کر آئے۔ (۴) یا اپنا کام ادھورا چھوڑ کر گیا ہو۔ اس کو پورا کرنے کے لئے آئے۔ (۵) عدم لیاقت کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا ہو۔ اور اب پاس ہوکر آئے۔ اور پھر اسی کام سابقہ پر لگایا جائے۔ تاوقتیکہ ان امور میں سے کوئی ایک امر اس کے متعلق نہ اختیار کیا جائے تب تک وہ اپنی اصلی آسامی اور مستقل جگہ پر نہیں آسکتا۔ مگر ہمارے ناظرین حیران ہوں گے۔ جبکہ علماء غیر مقلدین کے جوابات اس کے متعلق ذیل میں ملاحظہ فرماویں گے۔ چنانچہ وہ جواب یہ ہیں ؛

مولوی احمد اللہ غیر مقلد کہتا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام **اپنی اصلی حالت** پر نازل ہوں گے۔ پہلے تورات و انجیل کے احکام کے تابع تھے۔ بعد نزول **قرآنی احکام** کے پیرو ہوں گے۔ اور اس میں کوئی نقص نہیں۔ نہ شریعت محمدیہ کے ناسخ ہوئے۔ نہ اور کوئی خرابی لازم آئی۔ اور جو امت محمدیہ کے ساتھ تعلق ہوا وہ ظاہر ہے۔ نہ انجیل کی ضرورت ہوئی۔ ترقی و تنزل دونوں شقین باطل ہوئیں"۔

فاروق :۔ کیا یہ جواب سوال کو سمجھ کر دیا گیا ہے؟ ہرگز نہیں! سوال نے مولوی صاحب کے حواس باختہ کردیئے۔ اور مضطرب الحال ہوکر ایسا جواب لکھ مارا جس سے مسیح کو تنزل شدہ تسلیم کرلیا۔ چونکہ حجرہ نشین کی عقل بہت سطحی ہے۔ اس لئے اس کے جواب کی کمزوری کو ہم اسپر بدیہی طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ ذرا مندرجہ ذیل سوال و جواب کو پڑھیئے

سوال :۔ مسیح کس حیثیت سے نازل ہوگا؟ جواب اپنی اصلی حالت پر نازل ہوگا ؛

س۔ اصلی حالت اس کی کیا تھی؟ ج۔ نبی تھا۔ مگر مخصص المقام مخصص القوم مخصص الزمان جو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوکر آیا تھا۔

س۔ اب بھی وہ بنی اسرائیل کی طرف مخصص الزمان و مقام ہوگا؟ ج۔ نہیں اب امت محمدیہ کی طرف آئیگا ؛

س۔ پھر یہ اصلی حالت اس کی کیونکر ہوئی؟ ج۔ یونہی تھوڑا سا فرق ہوگا۔ جس سے کچھ خرابی نہیں آتی ؛

س۔ یہ فرق اس کو تنزل کی طرف لے جاتا ہے یا ترقی کی طرف؟ ج۔ ترقی و تنزل دونوں شقین باطل ہیں۔

س۔ کیا وہ نبی جو صرف ایک قوم میں ایک زمانہ خاص کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اب جو وہ اس قوم کی طرف نہیں آئیگا۔ بلکہ دوسری قوم کی طرف آئیگا۔ تو یہ تبدیلی حالت اس کی کیا کہلائے گی؟ آیا تبادلہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بذریعہ ترقی یا کچھ اور؟ ج۔ یہ ترقی نہیں۔ محض تبدیلی ہے ؛

س۔ کیا وہ اس تبدیلی کے وقت اپنی شریعت اصلی توریت و انجیل پر عمل کرے گا؟ ج۔ نہیں بعد نزول قرآنی احکام و شریعت پر عامل ہوگا۔

س۔ کیا اس کی وہ حالت جبکہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا قرآن پر عمل کرنے کی تھی یا انجیل پر؟ ج۔ اصلی حالت تو انجیل و توریت پر عمل کرنے کی تھی۔

س۔ اب اس کو توریت کی تعلیم چھوڑ کر اپنی کتاب انجیل بھی ترک کرنی ہوگی؟ ج۔ ہاں دونوں کتابیں اور ان کی تعلیم و شریعت چھوڑنی ہوگی ؛

س۔ جبکہ اس کو اپنی شریعت و کتاب چھوڑ کر ایک دوسری شریعت قرآنی پر عمل کرنا پڑا۔ تو کیا یہ تنزل نہ ہوا کہ مطلع سے مطلع ہونا پڑا؟ ج۔ یہ کچھ تنزل نہیں۔ کیونکہ محمد صلعم کو پیرو ابراہیم علیہ السلام کا قرار دیا۔ و اتبع ملت ابراھیم حنیفا۔ پس جن امور میں رسول اللہ کو ملت ابراہیمی کا تابع بنایا جاتا ہے۔ رسول متبوع کی نبوت و رسالت میں کچھ فرق نہ آیا۔ اسی قاعدہ سے عیسیٰ علیہ السلام قرآنی احکام کے تابع ہونگے۔ اور ان کی رسالت میں کچھ نقص نہ ہوگا"۔

س۔ یہ قیاس ہے۔ جو مصداق مع الفارق کا ہے۔ کیا محمد صلعم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل نبی ہوکر کسی ایک امت خاص کی طرف رسول مبعوث ہوئے تھے۔ اور ان کو پہلے کوئی خاص کتاب بموجب آیت اٰتینا الکتب دی جاچکی تھی۔ جو اپنی نبوت کا زمانہ پورا کرکے پھر دوسرے وقت میں کسی دوسری قوم کی طرف رسول ہوئے۔ اور بجائے اپنی سابقہ کتاب کے شریعت ابراہیمی کے تابع کئے گئے تھے۔ اور اپنی شریعت و کتاب کو منسوخ کردیا تھا۔ جو مسیح کے لئے آنحضرت صلعم سے مشابہت دی جاتی ہے؟ یا یہ کہ محمد صلعم کو علاوہ قرآن مجید اور شریعت محمدیہ کے کسی دوسری شریعت کی پیروی کا حکم دیا تھا۔ جو قرآن شریف ہی علیحدہ کتاب ابراہیم میں تھی؟ پس داتبع ملت ابراھیم حنیفا سے اگر کوئی ایسی شریعت و ملت مراد ہے۔ جو قرآن مجید میں نہ تھی۔ اور قرآن مجید کو چھوڑ کر اس کی پیروی کا حکم تھا۔ تو ثابت کرو۔ کہ وہ کونسی شریعت یا کتاب تھی؟ اور یہ ہرگز ثابت نہیں کرسکتے۔ تو پھر مسیح کا اسپر قیاس کرنا جہالت ہے۔ یہاں تو مسیح کی اصلی رسالت (انجیل) کو چھڑوا کر رسالت محمدیہ (قرآن) کے تابع کیا جاتا ہے۔ پھر یہ مسیح کی اصلی حالت کیونکر ہوئی؟ لازماً ماننا ہوگا۔ کہ اصلی حالت سے تنزل یا ترقی ہے۔ کیا امام اہلحدیث کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ بروقت نزول از آسمان جبکہ مسیح اپنی امت نصاریٰ نام کا رسول نہ ہوگا۔ اور اپنی انجیل نام رسالت کا قائل نہ ہوگا بلکہ بجائے انجیل کے قرآن مجید کا متبع اور امت محمدیہ یہود و نصاریٰ و ہنود و جمیع ادیان موجود الوقت کو دعوت دیکر محمدی بنائے گا۔ نہ کہ نصرانی۔ تو یہ حالت اس کی اصلی سابقہ کسطرح ہوئی۔ یہ تو صریح ترقی ہے۔ اگر بحیثیت رسول یہ کام کرے۔ اور تنزل ہے اگر امتی ہوکر متبع ہو۔ مولوی احمد اللہ کو ذرا بقائمی حواس جواب دینا چاہیئے کہ یہ حالت اس کی باوجود استقدر تغیر عظیم کے بھی کیا حالت سابقہ ہی ہوگی؟

اعور العین امام مسجد نانچند خوب سمجھ لے۔ کہ مسیح ناصری اصلی حالت سے سابقہ پر اگر نازل ہوگا۔ تو آپ کی امامت کا صفایا ہے۔ پھر آپ کو کلیسیا میں انجیل سنانا ہوگی نہ قرآن مجید۔ کیونکہ مسیح کی رسالت و نبوت انجیل ہے۔ جو اس سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوسکتی۔ اور جب جدا ہوگئی۔ تب وہ رسول و نبی نہ رہیگا۔ جبکہ ذکر قرآن مجید نے ورسولا الی بنی اسرائیل اور اتیناہ الانجیل میں کیا ہے۔ بلکہ یہ ایک نئی رسالت لیکر جدید نبوت پاکر نبی و رسول بعد خاتم المرسلین آئیگا کتاب کا نام ہی تو رسالت ہے۔ وحی و الہامات مندرجہ کتاب ہی تو نبوت کہلاتے ہیں۔ اور مسیح کی نبوت رسالت جو کچھ ہے۔ وہ بڑے قرآن مجید صرف انجیل ہے۔ اور اسی کی دعوت دیکر انھوں نے لوگوں کو اپنا متبع بنایا۔ اور ایک جدید امت نصاریٰ نام کے پیغمبر ہوئے۔ جنکو آج عیسائی کہا جاتا ہے۔ جس دن دنیا میں رہ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کے سوا کسی اور وحی الہام کے مہر دار نصاریٰ کے علاوہ کسی دیگر قوم و امت کے پیغمبر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور توریت کے سوا کسی دیگر شریعت کے عامل و متبع۔ اور بیت المقدس کو چھوڑ کر کسی دوسرے قبلہ کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے۔ اُسدن وہ ان آیات وبعلمہ الکتب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل ورسولاً الی بنی اسرائیل کے مصداق عیسیٰ ابن مریمؑ نہیں ہونگے۔ بلکہ ایک جدید مسیحؑ و عیسیٰؑ ہوں گے۔ اس کو خوب سمجھ لو!

دوسرا جواب اسکا عبدالستار غیر مقلد نے اس سے بھی عجیب دیا ہے۔ وہ کیا ہے؟

عبدالستار: "حضرت عیسیٰؑ کے آنے میں کسی حیثیت سے کچھ خرابی لازم نہیں آتی۔ حیثیت سابقہ سے ہی آئیں گے۔ یعنے جو نبوت آپ کو پیشتر ملی تھی۔ وہی ہوگی۔ اور وہ یہ ہے۔ ما ارسلنا من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون ایضاً۔ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ الخ خلاصہ یہ کہ تمام نبیوں کا اصلی اصول ایک تھا۔ آدم سے لیکر تا نبی آخر الزمان یعنی توحید الوہیت اسی کی حضرت عیسیٰؑ تعلیم کریں گے۔ یہی ان کی انجیل میں تعلیم ہے۔ اسی کے نصاریٰ و یہود خلاف کر رہے ہیں اور اسی تعلیم کے لئے عیسیٰ آئیں گے۔ اور یہی خدا کا اصلی مقصود ہے۔ جب نبوت کا اصلی مقصد محض توحید الوہیت ہے۔ اور اسی کی حضرت عیسیٰؑ تعلیم دیں گے۔ لہذا وہ سابق نبوت پر ہی ہوں گے۔ اور جب سابق نبوت پر ہوئے۔ اور خدا کی توحید کی تعلیم دیں گے۔ تو کس عقلمند کے نزدیک توحید کسی خاص امت پر مخصوص ہے لہذا ظاہر ہو گیا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ بشریعت سابقہ ہی آئیں گے۔ اور وہ توحید الوہیت ہے۔ اور اس کا ہر کس مدعی ہے۔ لہذا تمام امت جو اس وقت موجود ہوگی۔ ان کی طرف یہی توحید لے کر آئیں گے۔ لہذا اب کسی طرح کا خدشہ نہ رہا۔ اور امت محمدیہ کی طرف بھی تعلق توحید کا ثابت ہو گیا۔ رہا اس شریعت محمدیہ میں علاوہ توحید اور امور کا پابند ہونا۔ سو یہ اصل نبوت کو مخل نہیں" ۔ (کسقدر مہمل اور غیر مربوط عبارت ہے۔ ایڈیٹر)

فاروق: معزز ناظرین ذرا اس جواب کو ملاحظہ کریں۔ کہ یہ احمدی کے سوال کا جواب ہے۔ یا دیوانوں کی بڑ۔ کچھ بھی سمجھ نہیں آیا۔ کہ یہ یہودی صفت انسان بجواس کیا کر رہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سوال مستفسر نے بیجا ہے کی عقل ماؤدی ہے۔ جواب کچھ بن نہیں پڑتا بے ربط غیر متعلق باتیں کر کے کاغذ سیاہ کر رہا ہے۔ اور اپنے عمل سے اس مشہور مثل کا مصداق بن رہا ہے۔ ؎

مولوی آں باشد کہ چُپ نہ شود

ورنہ بھلا اس جواب کو۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام محض توحید الوہیت کی تعلیم دینے آئیں گے۔ اور جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام توحید ہی کی تعلیم دینے آئے تھے۔ ہمارے سوال سے کہ کیا مسیح اصلی حیثیت سابقہ پر ہی نازل ہونگے۔ کیا نسبت ہے کیا قرآن مجید سے بڑھ کر توحید کی تعلیم دینے والا کوئی اور نبی بھی ہو سکتا ہے۔ جو بعد نزول قرآن مسیحؑ دوبارہ تشریف لا کر توحید کی تعلیم دیں گے؟ یہ خبط الحواسی نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے؟ ہمارا سوال تو یہ ہے۔ کہ آیا مسیحؑ دوبارہ جب آئیں گے۔ تو وہ کس حیثیت سے آئیں گے؟ کیا اصلی حیثیت سابقہ سے یا اُس سے تنزل کر کے یا ترقی پا کر؟ آپ اسکا جواب دیتے ہیں۔ کہ وہ کسی حیثیت سے بھی آئیں کچھ خرابی لازم نہیں آتی۔ اور پھر یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ **حیثیت سابقہ سے ہی آئیں گے۔** تو کیا ان کی حیثیت سابقہ اتنی ہی تھی۔ کہ محض توحید الوہیت کی تعلیم دینے آئے تھے۔ دگر ہیچ۔ یا یہ کہ علاوہ توحید کے کچھ شریعت کچھ نبوت بھی ان کو ملی تھی۔ اور کوئی خاص امت بھی ان کی از روئے قرآن مجید ثابت شدہ ہے۔ اگر پہلے وہ ایک امت کے رسول تھے۔ اور ایک کتاب انجیل کے نبی تھے۔ اور ایک توریت کی شریعت کے مجدد تھے۔ تو اب دوبارہ ان سب سے علیحدہ ہو کر جو محض توحید ہی کا وعظ کریں گے۔ یہ حیثیت ان کی وہی سابقہ حیثیت کن معنوں سے ہوئی۔ یہ تو صریح طور پر تنزل ہے۔ یا اس کو ترقی کہو جسکا ذکر ان کی دوبارہ آمد کے متعلق قرآن مجید میں نہیں ہے۔ کہ وہ اس کام کے لئے آئیں گے؟

پس جب تک ان کو امت نصاریٰ کا پیغمبر اور انجیل کا رسول اور توریت کا مجدد اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والا مسیحؑ نہ مانا جائیگا۔ اس وقت تک ان کی حیثیت سابقہ قایم نہیں رہ سکتی۔ اور ہر ایک حالت سابقہ حالت سے تبدیل شدہ موجب خرابی ہا ربسیار ہوگی۔ کیونکہ جو حالت ان کی آپ قایم کریں گے۔ وہ حالت جدید اور نئی ہوگی۔ جو کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کو عطا ہوگی۔ اور جو حیثیت ان کو بعد خاتم المرسلین ملے گی۔ وہ حیثیت ختم نبوت کے اس مفہوم کے سراسر خلاف ہوگی۔ جو آپ نے خاتم النبیین کا سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ایسا شخص نازل ہوگا۔ جس کو ایسی نبوت و رسالت ملیگی۔ جو اول مرتبہ قبل از محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کو نہ ملی تھی۔ پہلے کچھ اور تھا۔ اور اب کچھ اور ہوگا۔ اور قرآن مجید نے اس کی اس دوبارہ آمد والی حیثیت کا ذکر آپ کی پیشکردہ و مسلمہ حیثیت سے کسی جگہ نہیں کیا۔ یہ محض ایجاد بندہ ہے۔ جو دراصل گندہ ہے۔ ورنہ قرآن وحدیث سے ثابت کرو۔ کہ مسیحؑ کی دوبارہ آمد پر یہ حیثیت ہوگی جو عبدالستار نے بیان کی ہے۔

اور آگے تیسرے حماقت مآب مولوی عبدالوہاب کی کہانی سنو!

عبدالوہاب غیر مقلد کہتا ہے۔ کہ "کل نبیوں کی شریعت محدود تھی۔ اور جس نبی سے جو کام لینا منظور تھا۔ اللہ تعالےٰ نے لے لیا۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ان سے مرتبہ اور قدر اور منزلت اور خلعت نبوت جو دیا گیا تھا۔ چھین لیا گیا۔ بلکہ کل نبی اپنے اپنے کاموں کو کر کر بڑے بڑے درجات کے مستحق ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی انہی نبیوں میں داخل ہیں۔ اور جو کام ان سے لینا باقی رہا ہے۔ وہ بھی پورا کریں گے۔ جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ عیسیٰ نبی آدمیں گے۔ اور بڑے دجال کو ماریں گے۔ اس سے ترقی اور تنزل سمجھنا شیطانی دھوکہ ہے"۔

فاروق۔ ؎

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلجڑی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

بھلا سوچو۔ کہ اس نادان انسان کو ایسے سوال کے جواب دینے کی کیا ضرورت تھی۔ جس کو وہ سمجھنے سے بھی عاری تھا۔ اور جواب استعذر بیہودہ کہ جس کی بیہودگی اور لغویت مجیب کی جہالت پر ناز کر رہی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مسیحؑ سے جو کام خدا نے لینے تھے۔ وہ ابھی انھوں نے انجام نہیں دیئے۔ ان کے ذمہ ابھی باقی ہیں۔ اس لئے وہ اپنے باقی ماندہ کام کو (جو قتل دجال ہے) پورا کرنے کے لئے نازل ہوں گے۔

سبحان اللہ! اس جواب پر جسقدر بھی اہلحدیث فخر کریں۔ تھوڑا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس دجال کا پتہ نہ بتایا۔ جس کے قتل کے لئے خداوند کریم نے آج سے دو ہزار سال پیشتر ایک نبی بنی اسرائیل کو برزور ڈکر رکھا ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ کمبخت الملحدیث کا دجال۔ امت محمدیہ و رسالت و نبوت محمدیہ کے دوران میں آنے والا تھا۔ جس کے قتل سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے اکابر و مجدد و اولیاء و اصفیاء و خلفاء اور خود حضور رسول مقبول سلعم بھی عاجز تھے۔ تب ہی تو اس آفت کو (جو خیر الانام کے لئے متعدد تھی۔ اور اس اشر الخلوق دجال کو جو امت محمدیہ کی تباہی اور ضلالت کے واسطے کسی جزیرہ میں زنجیروں سے مقفل جکڑ کر روک رکھا تھا) دفع کرنے اور امت محمدیہ کو اس کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے بنی اسرائیل میں سے ایک لائق اور قابل جری بہادر جرنیل آئیگا۔ اور وہی اس کا خاص کے لئے بوجہ قلت سپہ سالاران آسمان پر بٹھایا ہوا ہے۔ کیونکہ دوسرا کوئی بھی ایسا نہ پیدا ہوا۔ نہ خدا کر سکا۔ نہ کر سکتا تھا۔ (معاذ اللہ) جو اس خدمت کو انجام دیتا۔ مریمؑ کا بیٹا ہی اتفاق سے اپنے سابقہ کارناموں کی بناء پر ایسا ثابت ہوا۔ کہ اس کو یہ خدمت سپرد کی جاوے۔ سو خوش ہو اے اسرائیل! کہ تیرا بیٹا ہی بفتوائے علماء زمانہ کاذب مدعیان اسلام وہ پہلوان نکلا۔ جس نے تمام نبی اسمٰعیل کو مات کر دیا۔ یہ ہے حماقت آب صدر بازار دہلی کے غیر مقلد مولوی کے جواب کا حاصل جو صد ہزار قابل نفرین ہے۔ تف ہے اس مولویت پر اور حیف ہے اس محمدیت پر۔ اور افسوس ہے۔ اس حدیث دانی پر۔ اور حسرت ہے اس قرآن خوانی پر۔ جس کا نتیجہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء مصداق قاب قوسین اور ادنیٰ کی تضحیک توہین۔ اور ہتک ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اخبار کیوں دیر سے نکلا؟

اسلئے کہ وہ پریس جہاں فاروق چھپتا ہے۔ بند تھا۔ یہاں صرف ایک مشین ہے جس پر قادیان کا کل کام طبع ہوتا ہے۔ ریویو۔ تشحیذ۔ احمدی خاتون۔ الحکم۔ الفضل۔ فاروق۔ اس پریس کے متعلقین میں سے اگر ایک بھی کہیں چلا جائے۔ یا بیمار ہو جائے۔ تو اسکا اثر مذکورہ بالا سب پرچوں پر پڑتا ہے۔ یہی وجہ اسد فوہ ہوئی۔ کہ مشین مین کو بخار آگیا۔ مشین بند رہی۔ ریویو۔ الفضل۔ فاروق۔ تینوں لیٹ ہو گئے۔ دوسرا آدمی یہاں ملتا نہیں۔ دہلی یا لاہور۔ امرتسر تو نہیں۔ کہ ایک کے بیمار ہو جانے یا رخصت پر چلے جانے یا خفا ہو جانے پر دوسرا بلا لیا۔ اور کام چلا لیا۔ یہاں ایک ہی پریس مین ہوا۔ وہی اگر لوٹ گیا۔ تو ساتھ ہی سب پرچے لکھے لکھائے لیٹ گئے۔ اس لئے فاروق کے ناظرین دعا کرتے رہیں۔ کہ کارکنان پریس و کاتب و ایڈیٹر بیمار نہ ہوں۔

کسرِ صلیب

"مندرجہ ذیل دلچسپ اور مفید عام جدید معلومات سے پُر مضمون اخی ام مفتی محمد صادق صاحب فاضل السنہ عبرانی و کلدانی نے حسب وعدہ فاروق کے واسطے مدراس سے مکمل کر کے بھیجا ہے۔ یہ مضمون پوری تفصیل کے ساتھ گیارہ نمبروں میں ختم ہوا ہے۔ جو انشاء اللہ حسب گنجائش فاروق میں ہفتہ نکلتا رہیگا۔ خدا مفتی صاحب کو اس خدمت دین کا اجر عظیم عطا فرماوے۔ آمین"۔ (ایڈیٹر)

حضرت عیسیٰؑ کے حواری تھوما کی قبر ہندوستان میں

(رقمزدہ مفتی محمد صادق)

نمبر

تحمید و صلوٰۃ حمد و ثنا اس پاک ذات قدوس سبوح رحمٰن۔ رحیم۔ غفور۔ کریم جلیم۔ قدیم ازلی ابدی اللہ کے لئے ہے۔ جو سب کا خالق سب کا مالک ہے۔ قادر مطلق ہے۔ ہر شے اس کے اختیار میں ہے۔ تمام علوم کا مالک وہی ہے۔ اور انسان پر اس کی ضرورت کے مطابق گاہے گاہے کوئی علم منکشف ہوتا ہے۔ پھر صلوٰۃ اور سلام ہزاروں ہزار۔ اور لاکھوں لاکھ ہوں۔ نبیوں کے سردار پر۔ محمد مصطفیٰؐ پر۔ محبوب خدا پر۔ جس کے کامل بروز نے اس تاریک زمانے کو روشن کر دیا۔ اور زمین کے چھپے خزانوں کو مخلوق کی خیر خواہی کے واسطے ظاہر و باہر کر دیا۔ انہیں میں سے ایک قبر مسیح ناصریؑ ہے جس کے اظہار نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ عبادت کے لائق وہی ایک اللہ ہے۔ جو پر موت نہیں۔ اور انہیں میں سے مسیح مؑ کے حواری دوست اور ساتھی تھوما کی قبر ہے۔ جو قبر مسیحؑ کی طرح ہندوستان میں ہونے سے مسیح ناصریؑ کی ہندوستان کے ساتھ خاص تعلق ہونے کا ثبوت دیتی ہے۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہو۔ کیونکہ آخری زمانہ میں مسیحؑ کے مثیل اور بروز نے ہندوستان ہی میں پیدا ہونا تھا۔ اور اس مناسبت کی وجہ سے بھی مسیحؑ کے جسم و جان کی یہی خواہش ہو سکتی تھی۔ کہ اس کی دائمی خواب گاہ ملک ہندوستان ہی ہو۔

تمہید گذشتہ اکتوبر (۱۹۱۵ء) میں جب عاجز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی فرمانبرداری میں ترجمۃ القرآن پارہ اول کے چھپوانے کے انتظام کے واسطے مدراس گیا۔ اور قریب تین ماہ وہاں رہا۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن باتوں میں وہاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ان میں سے ایک مسیح ناصریؑ کے ایک خاص حواری تھوما کی قبر کا دیکھنا اور اس کے متعلق ضروری شہادتوں کا بہم پہنچانا تھا۔ جس کے واسطے وہاں کے کئی ایک قدیم کتب خانے تلاش کرنے پڑے۔ بہت محنت کے بعد سب ضروری باتیں خدا تعالےٰ کے فضل سے مہیا ہوئیں۔ مگر بعض ضروری کاموں کے سبب فرصت نہ ہوئی۔ کہ ان معلومات کے متعلق مضمون ترتیب دیا جاوے۔ یہاں تک کہ عاجز کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نصرہ اللہ العزیز کے حکم سے گذشتہ ماہ (فروری) میں پوئی جانا پڑا جہاں مجی اخویم سید عابد حسین صاحب بی۔ اے۔ احمدی مجسٹریٹ نے اپنے فرزند ارجمند عزیز عطاء الرحمٰن سلمہ اللہ تعالےٰ کی تقریب عقیقہ و ختنہ و بعض دیگر تقریبات میں شامل ہونے کے واسطے مدعو کیا تھا۔ عاجز وہاں تاریخ مقررہ پر پہنچا۔ لیکن بعض وجوہات سے تاریخ شادی چند روز اور پیچھے کر دی گئی۔ اور سید صاحب کے محبانہ و مخلصانہ اصرار کے سبب مجھے چند روز وہاں رہنا پڑا۔ اس فرصت سے فائدہ اٹھا کر میں نے اس مضمون کو ترتیب دینا شروع کیا۔ اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے پہلا نمبر درج اخبار ہوتا ہے۔ اور انشاء اللہ اسی طرح مسلسل یہ مضمون شائع ہوتا رہیگا۔ جب تک کہ اس کے متعلق تمام ضروری باتیں پوری ہو جائیں۔

میرے سفر مدراس کے حالات اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں۔ اور کئی نمبر اس میں بعنوان نامہ مدراس شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن عاجز مدراس میں تھا جب کہ فاروق کا پہلا نمبر شائع ہوا۔ اور اسی وقت سے میں نے ارادہ کیا تھا جبکہ فاروق کی خدمت کے واسطے تھوما حواری کے متعلق تمام تحقیقات اسی میں شائع کروں گا۔ اور یہی سبب ہے کہ نامہائے مدراس میں ان باتوں کا کچھ ذکر نہ کیا گیا۔

اختصاراً سے اول اختصاراً میں یہ عرض کر دیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے بارہ حواری تھے۔ جو ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے۔ اور آپ کے متعلق تمام حالات اور واقعات کے شاہد تھے۔ اور آپ کے ساتھ خاص محبت

اور انس رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام تھوما تھا قوم کا یہودی تھا۔ ملک شام کا رہنے والا تھا۔ مگر اس کی قسمت ہندوستان میں ہے۔ اور ایک ایسی جگہ ہے۔ جو آج کل شہر مدراس کے بڑھنے اور پھیلنے سے اس کا ایک محلہ بن گئی ہے۔ تھوما کے زمانے کے عیسائی آج تک مدراس میں موجود ہیں جنھوں نے سینہ بسینہ تھوما کے ہندوستان میں آنے مدراس میں شہادت پانے اور دفن ہونے کی روایات کو آج تک محفوظ رکھا ہوا ہے۔ ان کے گرجے قدیم سے چلے آتے ہیں۔ اُن کے پہلو بہ پہلو وہ یہودی بھی اب تک موجود ہیں۔ جن کا بیان ہے۔ کہ وہ تھوما سے بھی قبل ہند میں آباد تھے۔ اور کوچین کے قریب ایک بستی میں آباد ہیں۔ جس کا نام ہے "یہودیوں کی بستی"۔ بعض ان میں عیسائی ہوگئے ہوں گے مگر بہت سارے اب تک اُسی طرح یہودیت پر قائم چلے آتے ہیں۔ اور غالباً انہی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں مسیحؑ کے پیچھے پیچھے ان کے بعض حواری بھی ہندوستان میں آئے۔ اور حضرت مرشد کے فرمانے سے مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ اس تحقیقات میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ بعض روایات کے مطابق نہ صرف تھوما بلکہ مسیحؑ کے دیگر حواری بھی ہندوستان میں آئے تھے۔ بلکہ خود حضرت مسیح بھی آئے تھے۔ اور کہ ابتدائی عیسائی توحید پر قائم تھے۔ یہ سب باتیں اس مضمون میں ترتیب وار مفصل بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ ٭

لفظ تھوما

سب سے اول ہم لفظ تھوما کی تحقیقات کو درج کرتے ہیں ٭ تھوما در اصل عبرانی لفظ ہے۔ ת ו א م جو کہ عربی لفظ توام سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ دو بچے جب اکٹھے پیدا ہوتے ہیں۔ تو ان کو عربی میں توام کہتے ہیں۔ اسی کو عبرانی میں تھوما کہتے ہیں۔ اور بقول روایت مندرجہ کتاب تہلو۔ انجیس ثامی صفحہ ۹۴۔ تھوما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے توام بھائی تھے۔ (ملاحظہ ہو کتاب ہستنگس ڈکشنری آف دی بائیبل جلد ۳۔ صفحہ ۱۴۸۹) بعض روایات کے مطابق تھوما کا اصلی نام یہودا تھا۔ مگر چونکہ بعض اور حواریوں کے نام بھی یہودا تھے۔ اس واسطے ان کا نام تھوما پکارا گیا۔ یونانی میں اس کو ٹامس کہتے ہیں۔ یونانی والے اکثر ناموں کے آگے صرف س بڑھا لیتے ہیں۔ جیسا کہ یسوع سے یسوس اور جیرس بن گیا۔ عیسائی سوانح نویس کہتے ہیں۔ کہ تھوما ایمان لانے میں سست۔ نامیدی میں جلدی کرنیوالا اور پرجوش محبت والا شخص تھا یہی سبب ہے۔ کہ جب حضرت عیسیٰؑ صلیب کے بعد دکھائی دیئے۔ تو اُس نے قبول نہ کیا۔ کہ آپ مسیحؑ ہیں۔ یہاں تک کہ زخموں میں انگلیاں ڈالیں۔ اور اس کی محبت کا یہ حال تھا۔ کہ جب یسوع نے اشارہ کیا۔ کہ وہ ان کے پاس سے چلا جائیگا۔ (غالباً کشمیر جانے کی طرف اشارہ تھا۔ تو تھوما گھبرا گئے۔ اور جدائی کا صدمہ ان کو شاق گذرا۔ اور بے اختیار ہو کر پوچھا۔ کہ "اے خداوند ہم نہیں جانتے۔ کہ تو کہاں جاتا ہے پھر ہم کسطرح جانیں"۔ یسوع نے اس کا (جواب معلوم ہوتا ہے۔ کہ) صاف لفظوں میں دنیا پسند نہ فرمایا۔ لیکن یہی محبت تھی۔ جس نے تھوما کی راہنمائی کی۔ اور وہ اپنے آقا کو تلاش کرتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔ تھوما کی جائے پیدائش انطاکیہ تھی ٭

نمبر ۲

مروجہ اناجیل میں تھوما کا ذکر

پہلے نمبر میں ہم اپنے مضمون کو اختصاراً بیان کر کے لفظ تھوما پر بحث کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ دکھلاتے ہیں۔ کہ تھوما حواری کا ذکر مروجہ اناجیل میں کہاں کہاں آیا ہے۔ اور کسطرح سے آیا ہے۔ تاکہ ناظرین پر یہ امر واضح ہو۔ کہ تھوما کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ بلکہ تاریخ مذہب عیسویت میں وہ ایک خاص مرتبہ اور مقام رکھتا ہے ٭

(۱) متی باب دس آیت تیرہ میں مسیحؑ نے جہاں اپنے شاگردوں میں سے بارہ آدمیوں کو خاص کیا۔ اور وہی حواری کہلاتے ہیں۔ اور عیسائیوں کی اصطلاح میں انہیں apostole ایپاسل اور رسولؑ پکارا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک تھوما رسول ہے ٭

(۲) انجیل مرقس باب ۳۔ آیت ۱۸ میں بھی تھوما خاص شاگردوں میں شامل کئے گئے ہیں ٭

(۳) ایسا ہی انجیل لوقا باب ۶ آیت ۱۵ کی فہرست میں تھوما خاص برگزیدوں میں گنے گئے ہیں ٭

(۴) یوحنا باب گیارہ آیت ۱۶ میں تھوما کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔ کہ جب یسوع نے اپنے دوست لعزرؑ کے مرنے کی خبر سنی۔ اور وہ غمگین ہوا۔ تو تھوما پر اتنا اثر ہوا۔ کہ وہ مرنے کے واسطے طیار ہو گیا ٭

(۵) یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۵ میں تھوما کی اس محبت کا خصوصیت کے ساتھ اظہار ہوتا ہے۔ جبکہ وہ مسیحؑ سے

دیگر اناجیل میں تھوما کا ذکر

اناجیل کے تذکرہ میں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ انجیل دراصل کسی کتاب کا نام نہیں بلکہ انجیل کے معنے ہیں بشارت خوشخبری۔ اسی واسطے عبرانی زبان میں انجیل کو بشورا (ב ש ו ר ה) کہتے ہیں۔ جو عربی لفظ بشر سے نکلا ہے۔ چونکہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا بڑا کام یہی تھا۔ کہ وہ حضرت خاتم النبیین کے آنے کی خوشخبری دنیا کو پہنچائیں۔ اس واسطے ان کے اس پیغام کا نام بشری بشارت یا انجیل ہوا۔ مگر آج دنیا بھر میں نہ عیسائیوں کے پاس نہ کسی دوسرے کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے۔ جو حضرت مسیح ناصریؑ نے خود لکھی ہے۔ یا لکھائی ہو۔ یا آپ کے زمانہ میں لکھی گئی ہو۔ یا آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہے جن کتابوں کو اب انجیل کہا جاتا ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ کے بعد بطور تاریخی واقعات کے لکھی گئی ہیں۔ ہم اس امر سے انکار نہیں کرتے۔ کہ مسیحؑ کے حواریوں پر الہام الٰہی کا فیضان جاری ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے خدام کو یہ نعمت عطا کی گئی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جو کچھ انھوں نے بولا۔ یا لکھا۔ وہ سب الہامی تھا۔ جب تک کہ کم از کم وہ خود اس بات کو ظاہر نہ رکھتا تھا۔ اور اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیحؑ جہاں جائے۔ بہرحال وہ ساتھ جانے والا تھا۔ اسی واسطے وہ راستہ دریافت کرتا ہے۔ اور بالآخر مسیحؑ کو تلاش کرتے کرتے ہندوستان پہنچتا ہے ٭

(۶) یوحنا باب ۲۰۔ آیت ۲۴۔ بعد صلیب مسیحؑ کی زندگی پر تھوما نے یقین نہیں کیا۔ جب تک کہ اس کے زخموں کو دیکھ نہیں لیا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جو کہ صلیب دیا گیا تھا۔

(۷) اس کے بعد صرف ایک جگہ اعمال باب ایک۔ آیت ۱۳ میں تھوما کا ذکر ہے۔ اس پہلے مشورہ کی مجلس میں جو یسوع کو پہاڑ کے دامن میں رخصت کرنے کے بعد ہوئی۔ اُس کے بعد حواریوں کے ساتھ کہیں تھوما کا ذکر نہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ فوراً ہی یسوع کے پیچھے چلا گیا۔ اور شام یا مصر کی طرف دوسرے حواریوں کی طرح نہیں گیا۔ بلکہ کسی اور طرف چلا گیا کیونکہ اس کی خواہش یہی تھی۔ کہ وہ یسوع کے ساتھ رہے۔ اور اسی واسطے یسوع سے پوچھتا تھا۔ کہ تو کہاں جائیگا اور جدھر تو جائے گا۔ ادھر کا راستہ کیا ہے ٭

کریں۔ کہ یہ کلام الٰہی ہے۔ لیکن مروجہ اناجیل کے مصنفین نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ وہ الہام الٰہی سے لکھ رہے ہیں۔ اور نہ ان بزرگوں نے اپنی کتابوں کا نام انجیل رکھا۔ بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں نے اس لحاظ سے کہ ان میں ایک آسمانی بادشاہت کے آنے کا تذکرہ ہے۔ ان کا نام انجیل رکھا اور ایسی اناجیل ابتدائی زمانوں میں بہت ساری تھیں۔ ان کی تعداد قریب ستر کے تھی۔ جن میں سے بعض علماء نے مروجہ ۲۷ کتابوں کا انتخاب کرکے انہیں ایک کتاب کی صورت میں مجلد کیا۔ باقی ۴۳ کتابیں بھی بطور روایات کے پادری صاحبان اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور ان کی عزت کرتے رہے۔ ان کو اپاکرفا کہتے ہیں۔ اس مجموعہ اپاکرفا میں ایک کتاب بنام اعمال تھوما بھی ہے۔ جس میں تھوما کے ہندوستان آنے۔ تبلیغ کرنے اور شہید ہوکر یہیں دفن ہونے کا ذکر صفائی کے ساتھ کیا گیا ہے ؛

اس کتاب سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ تھوما حواری ضرور ہندوستان میں آیا ؛

نمبر ۳

شہادتیں

گذشتہ نمبر میں ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ کتاب اعمال تھوما جو قدیم سے عیسائیوں کے درمیان چلی آتی ہے۔ اس میں تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے کا مفصل ذکر موجود ہے اب ہم اس کے متعلق بعض دیگر شہادتوں کا حوالہ دیتے ہیں ؛

(۱) سب سے پہلی شہادت خود ان عیسائیوں کی ہے جو کہ قدیم الایام سے دکن میں آباد ہیں۔ اور نسلاً بعد نسلاً اپنے کو تھوما حواری کے عیسائی کہتے چلے آتے ہیں۔ یورپ کے کسی عیسائی نے سرزمین ہند میں اپنا قدم نہ رکھا تھا۔ کہ اس سے قبل وہ ہندوستان میں موجود تھے صدہا سال تک اور ملکوں کے عیسائیوں کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہ تھا۔ آج تک وہ اپنی عبادات سیرین (سریانی) میں ادا کرتے ہیں۔ جو کہ عبرانی زبان کی آخری شکل کا نام ہے۔ ان کے گرجوں میں بیچ نہیں ہوتے۔ وہ اپنی مذہبی رسومات میں شراب کا استعمال نہ کرتے۔ گرجوں میں تصویریں نہ رکھتے عیسائیوں کے اس عقیدہ سے وہ واقف نہ تھے۔ کہ عشائے ربانی میں روٹی اور شراب مسیح کا گوشت اور خون ہو جاتا ہے وہ مسیحؑ کی الوہیت کے قائل نہ تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے۔ وہ یہود کی طرح دن رات اپنے گرجے کی شمع روشن رکھتے۔ گرجے پر کوئی صلیب نہیں ہوتی۔ سینہ بسینہ جو روایات ان میں چلی آتی ہیں۔ وہ یہی بتاتی ہیں۔ کہ تھوما حواری ہندوستان میں آیا۔ اُس کے ذریعہ سے وہ عیسائی ہوئے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ خواہ مخواہ ان لوگوں نے ایک جھوٹ بنا لیا ہو۔ اور پھر اُس جھوٹ پر پشت در پشت اعتقاد رکھتے چلے آئے ہوں۔ ممکن ہے۔ کہ مرور زمانہ سے ان روایات میں کچھ باتیں مل جل گئی ہوں۔ لیکن کم از کم اتنی اصلیت مشترک مصدقہ ضرور ہے۔ کہ تھوما حواری وہاں پہنچے۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ لوگ عیسائی ہوئے ؛

(۲) دوسری بڑی شہادت خود قبر ہے۔ جو اب تک موجود ہے۔ اس پر ایک بڑا بھاری گرجا بنا ہوا ہے۔ جب میں مدراس گیا۔ تو ایک دن اُس قبر کو دیکھنے کے واسطے گیا۔ صبح کا وقت تھا۔ گرجے کے دروازے سب طرف سے کھلے تھے۔ اور عیسائی لوگ صبح کی عبادت کرنے کے واسطے اس کے اندر آجا رہے تھے۔ یہ اتوار کا دن نہ تھا۔ اس واسطے باجماعت نماز نہ تھی۔ بلکہ لوگ اپنے اپنے طور پر کچھ عبادت کرکے چلے آتے تھے۔ میں نے گرجے کے باہر ایک شخص سے دریافت کیا۔ کہ تھوما حواری کی قبر کہاں ہے۔ میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص میرے ساتھ ہوا۔ اور گرجے کے بڑے ہال میں مجھے لے گیا۔ جہاں اُس نے مجھے زمین میں ایک گڑھا سا دکھایا جو پادری صاحب کے کھڑا ہونے کے پلیٹ فارم کے آگے ہال کے وسط میں تھا۔ اُس گڑھے کے ارد گرد ایک خوبصورت کٹہرا لگایا ہوا ہے۔ اور ایک طرف سے نیچے اترنے کا زینہ ہے۔ میں زینہ سے اتر کر نیچے گیا۔ اور وہ شخص بھی میرے ساتھ نیچے اترا۔ دو پتھر جن کی لمبائی شمالاً جنوباً تھی۔ ایک غار کے منہ پر رکھے ہوئے تھے۔ اور دونوں کے درمیان کوئی ایک انچہ کی جگہ کھلی تھی۔ اُس شخص نے مجھے بتلایا۔ کہ یہ تھوما کی قبر ہے۔ اور اُس نے ایک لکڑی سے قبر کے اندر سے تھوڑی سی مٹی نکال کر مجھے دی۔ معلوم ہوا کہ اب تک تھوما کی قبر کی مٹی بیماروں کو شفا دینے کے واسطے لے جاتے ہیں۔ جیسا کہ کشمیر میں حضرت مسیحؑ کی قبر کی مٹی اسی مطلب کے واسطے لوگ تبرکاً لے جاتے ہیں قبر شمالاً جنوباً ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کی قبریں ہوتی ہیں غالباً منہ بیت المقدس کی طرف کیا گیا ہوگا۔ یہ قبر سمندر کے قریب ہے۔ اور اس محلہ کا نام میلاپور ہے۔ جو پہلے بجائے خود ایک گاؤں تھا۔ مگر اب مدراس شہر کے پھیلنے اور بڑھنے سے میلاپور مدراس کا ایک محلہ بن گیا ہے۔ شہر کی ٹرام گاڑی کا جنوبی اختتام قبر سے چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اور ڈیڑھ آنہ وہاں تک کرایہ لگتا ہے ؛

یہ امر بھی ضرور خدا تعالےٰ کی کسی خاص مصلحت کے ماتحت ہے۔ کہ اس وقت جماعت احمدیہ مدراس کا اکثر حصہ میلاپور میں ہی اُسی قبر سے چند قدم کے فاصلے پر سکونت پذیر ہے۔ اور وہ اصحاب غالباً اپنی پیدائش کے زمانہ سے وہیں رہتے ہیں۔ مگر وہ اس قبر اور اس کے حالات سے واقف نہ تھے۔ شاید اس واسطے کہ اس کی تحقیقات کا ثواب اللہ تعالےٰ نے میرے ہی حصہ میں رکھا ہوا تھا ؛

اس گرجے کے ایک کرتے میں تھوما حواری کے بعض یادگاری اشیاء تبرکاً رکھے ہیں۔ جن میں ایک دانت اور اس برچھی کا سرا بھی ہے۔ جس سے وہ شہید ہوئے۔ یہ تبرکات دسمبر کے اخیر پر کسی خاص میلہ کے دن دکھلائے جاتے ہیں۔ عموماً بند رہتے ہیں ؛

یہ گرجا فی زمانہ رومن کیتھالک پادریوں کے قبضہ میں ہے۔ اور پرتگیز لوگ اس میں زیادہ تر ہیں۔ کیونکہ موجودہ گرجا جو بہت ہی شاندار عمارت ہے۔ پرتگیزوں کی ہی بنائی ہوئی ہے۔ جو غالباً کسی پہلی مسمار شدہ عمارت پر بنائی گئی ہے ؛

اگر ہمارے کوئی دوست اتفاقاً مدراس میں جائیں اور اس قبر کو دیکھنا چاہیں۔ تو ہمارے نوجوان عزیز مسٹر عبدالقادر احمد سلمہ اللہ تعالےٰ جو میلاپور میں جنرل ڈاکٹر ہوس میں رہتے ہیں۔ انہیں بخوشی امداد دیں گے۔ ہمارے دوست حاجی محمد عمرالدین صاحب ڈنگوی نے بھی اس قبر کو دیکھا ہے ؛

نمبر ۴

دیگر شہادتیں

ہم یہ دکھا چکے ہیں۔ کہ تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے کا ذکر خود کتاب اعمال تھوما میں موجود ہے۔ اور اس کے بعد دیگر شہادتوں میں سے پہلی شہادت دکن کے قدیم عیسائیوں کی اور دوسری شہادت خود قبر کے موجود ہونے کی ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب اور شہادتیں درج کی جاتی ہیں ؛

(۳) Eusebius یوسی بی اس نے جو عیسائی مذہب کی تاریخ کا باپ کہلاتا ہے۔ اپنی کتاب تاریخ میں اس امر کا تذکرہ کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ تیسری صدی کے ابتداء میں جس لوگ ہندوستان سے آئے تھے۔ جو وہاں کے قدیم عیسائی تھے۔ اور اُن کے پاس متی کی ایک انجیل عبرانی زبان میں تھی۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مذہب ہندوستان میں بہت دیر سے تھا ؛

(۴) ایک قدیم یونانی مورخ نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ تھوما حواری تبلیغ عیسائیت کے واسطے ہندوستان گیا تھا۔ اور وہیں شہید ہوا۔ اسی مؤرخ سے نقل کر کے مسٹر کیو (Cave) نے اپنی کتاب میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے ؛

(۵) کلیسائے۔ شام میں جو قدیم کتب دعا ہیں۔ جن میں بزرگ اولیاء اور رسولوں کے حق میں دعائیں لکھی ہیں۔ ان تمام کتابوں میں تھوما حواری کے نام کے ساتھ اسکا ہندوستان میں جانا اور میلاپور میں شہید ہونا قدیم سے درج چلا آتا ہے۔ یہ کتابیں ایسی ہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں میں بزرگوں کے نام پر فاتحہ خوانیاں ہوتی ہیں۔ اور ان کو انگریزی میں ؛ Liturgical Books Calendars of the Syrian church

لٹرجیکل بکس اینڈ کیلنڈرز آف دی سیرین چرچ کہتے ہیں۔ ہر ایک بزرگ کے واسطے ایک خاص دن مقرر ہوتا ہے ؛

(۶) Martyrology of the Syrian church.

کتاب شہادت نامہ کلیسائے سوریا۔ عیسائیوں میں قدیم سے رسم چلی آتی ہے۔ کہ جو بزرگ دینی خدمات کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی اور کچھ تذکرہ کتاب شہادت نامے میں لکھا رہتا ہے۔ سو سیرین کلیسیا کے شہادت ناموں میں تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم سے منسوب چلا آتا ہے ؛

(۷) ایسا ہی کلیسائے یونان کے شہادت ناموں میں بھی تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے ؛

(۸) ایسا ہی کلیسائے روما میں بھی شہادت ناموں کے درمیان تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے ؛

(۹) ایسا ہی ایسیرین کلیسائے کے شہادت ناموں کے درمیان تھوما حواری کا نام ہندوستان اور میلاپور کے ساتھ قدیم الایام سے منسوب چلا آتا ہے ؛

(۱۰) مذکورہ بالا تمام شہادت ناموں کے علاوہ سینٹ گریگوری بشپ آف ٹورز نے اپنی کتاب "ان گلوریا مارٹی رم" میں

Ingloria martyram by St. Gregory, Bishop of Tours.

تھوما حواری کے ذکر میں اس کا ہندوستان میں آنا اور اسی جگہ شہید ہونا۔ قدیم روایات اور سندات کے حوالے پر لکھا ہے یہ کتاب ۵۹۳ء کی تصنیف ہے ؛

(۱۱) چوتھی صدی عیسوی کے ابتداء میں ۳۲۵ء میں نیسیا میں عیسائی بشپوں کی ایک کونسل قائم ہوئی تھی۔ اور جو باتیں اس کونسل میں طے پائی تھیں۔ اُن پر تمام بشپوں کے دستخط لئے گئے۔ ان میں ایک بشپ یوحنا نام نے اپنے آپ کو ہندوستان کا بشپ کر کے لکھا ہے۔ وہ دستخطوں کا کاغذ اب تک محفوظ ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان میں ایسے عیسائی لوگ موجود تھے۔ جن کا کوئی بشپ بھی تھا ؛

(۱۲) کاسمس نام ایک عیسائی نے چھٹی صدی کے ابتداء میں ہندوستان کی سیر کی۔ اور ایک سفرنامہ لکھا۔ جس میں اس نے جنوبی ہند اور مالابار میں قدیم عیسائیوں کے ہونے کا ذکر کیا ہے ؛

(۱۳) قدیم انگلستان کی تاریخ میں یہ بات سب مصنفوں نے درج کی ہے۔ کہ شاہ الفریڈ نے ایک نذر کو پورا کرنے کے واسطے کچھ تحائف کے ساتھ اپنے سفیر تھوما حواری کی قبر پر بھیجے تھے۔ جو میلاپور ہندوستان میں تھی۔ یہ واقعہ ۸۸۳ء کا بیان کیا جاتا ہے۔ اور اگر قبر تھوما والا واقعہ درست نہ ہوتا۔ تو اُسے اسقدر شہرت اور عزت کبھی حاصل نہ ہو سکتی۔ کہ انگلستان کا بادشاہ اس پر اپنا چڑھاوا بھیجے۔ ملاحظہ ہو کتاب اینگلو سیکسن کرانیکل صفحہ ۳۵۷

Anglo Saxon chronicle Bohns Edition P. 357

(۱۵) مارکوپولو۔ مشہور سیاح جس نے اپنی سیاحت میں تمام ملکوں اور شہروں کے حالات نہایت تحقیقات سے لکھے ہیں۔ اور آج تک بھی اس کے سفرنامے تاریخ میں نہایت وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جب جنوبی ہند میں پہنچا۔ تو اس نے میلاپور مدراس۔ اس کے گرجا اور قدیم عیسائیوں کا ذکر اور تھوما حواری کے ہندوستان میں آنے اور تبلیغ کرنے اور شہادت پانے کے تمام واقعات کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر یہ سب واقعات اس کے زمانے میں مشہور نہ ہوتے اور اعتبار کی نظر سے دیکھا جانے کے قابل نہ ہوتے۔ تو وہ کبھی ان کا تذکرہ اپنی کتاب میں اس شوق سے نہ کرتا ؛

(۱۶) پادری ابریاس نے ۱۹۰۰ء میں تھوما کے ہندوستان میں ہونے کا ذکر کیا ہے ؛

(۱۷) پادری ڈوروتھی اس نے ۱۹۵۲ء میں یہ تمام واقعات دوہرائے ہیں ؛

(۱۸) سینٹ افریم نے ۳۷۳ء میں ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے ؛

(۱۹) سینٹ جیروم نے ۴۲۰ء میں ان کی تصدیق کی ہے ؛

(۲۰) کلی مین ٹائین ریلیگ نشنس میں ۲۱۰ء میں ذکر ہوا ؛

(۲۱) تھوما حواری کے جانشین پادری یکے بعد دیگرے آج تک دکن میں چلے آتے ہیں۔ جیسا کہ پوپ کا سلسلہ یکے بعد دیگرے چلا آتا ہے۔ اور موجودہ جانشین تھوما کے بعد چھیاسٹھ ۶۶ نمبر پر ہے۔ (ملاحظہ ہو کتاب سیرین چرچ ان مالابار صفحہ ۵۔ مطبوعہ ترچناپلی ۱۹۱۵ء)

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

الخطبہ

حضرت ام المومنین ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم ایک شخص کی دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں جس کی عمر ۲۵ سال ہے۔ زرگری کا کام کرتا ہے۔ اور بڑا کاریگر ہے۔ ماہواری آمن پچاس ساٹھ روپیہ ہے۔ ایک بیوی پہلے موجود ہے تین لڑکیاں ہیں۔ قوم کا راجپوت ہے۔ جو شخص اپنی لڑکی کی شادی جوڑھی لکھی ذات الجمال و ذات الدین ہو ایسے شخص سے کرنا چاہے۔ وہ ہمیں اطلاع دے ؛

چمکار محمدی نظم پنجابی ۔ یعنے سوانحعمری حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے بہت پسند فرمایا۔ اب حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی اس کتاب کی خریداری کے لئے احباب کو تاکید فرماتے ہیں قیمت ۴/ منشی جھنڈے خان برانچ پوسٹماسٹر بے مالی مدضع گورداسپور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانانِ دہلی سنیں!

(از جناب سید محمد حسین فرید آبادی حال مقیم دارالامان قادیان)

ہماری دہلی کی کمائی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعدد ضرام بغرض تبلیغ مہینہ سوا مہینہ دہلی میں رہے۔ اس عرصہ میں ہمارے کئی لکچر اور جلسے ہوئے۔ جیسا کہ ناظرین اور خود اہل دہلی کو بھی معلوم ہے۔ اور جب ہمارے علماء کرام حسب ضرورت یکے بعد دیگرے دہلی سے واپس دارالامان بلائے گئے۔ تو بارگاہِ خلافت سے ایک مستقل مبلغ (اخویم مکرم حکیم خلیل احمد صاحب سلمہ اللہ) وہاں فی الحال کچھ عرصہ کے لئے تعینات کر دئے گئے ہیں۔ تاکہ شلا شیانِ حق کو بعد میں رفع شکوک کا موقعہ حاصل رہے۔ اور بہانہ جو مخالفین سلسلہ جنہیں بفضلِ خدا ہماری روانگی سے قبل ہی کامل طور پر حجت تمام کر دی گئی تھی۔ نہ صرف تقریروں کے ذریعہ بلکہ پے در پے قریباً دو درجن اشتہاروں سے بھی۔ انہیں اپنی عادت کے مطابق جبکا ہیں اپنے جلسوں کے دوران میں اچھی طرح تجربہ اور مشاہدہ ہو چکا ہے۔ یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اعتمدی بھاگ گئے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان جلسوں پر ہمارا بہت سا روپیہ اور قیمتی وقت صرف ہوا۔ فالحمد للہ کہ ہمیں اسکی توفیق ملی۔ ثم الحمد للہ علے احسانہ کہ اس کے فضل سے آج دنیا بھر میں یہی ایک قوم ہے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرتی ہوئی اپنی جانوں اور مالوں کو خدمتِ اسلام کے لئے وقف سمجھتی ہے۔ اور اسکا عمل اس امر کی زندہ شہادت ہے۔ لہذا اگر اس تمام صرف زر اور صرف اوقات کا کوئی ظاہری ثمرہ حاصل نہ بھی ہوتا۔ تو ہم اپنے مولیٰ کریم کے حضور شکر گذار ہی ہوتے۔ کہ اپنا فرض کسی حد تک ادا کر سکے۔ دارالحکومت میں صدق حق کی تخم ریزی تو ہو ہی گئی۔ جب خدا چاہیگا۔ یہ پودا کبھی بڑھے اور پھولے پھلیگا بھی۔ لیکن خدا تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ہماری ناچیز مساعی خالی نہیں گئیں۔ اور سرِ دست بھی ہمیں ان کا خاصہ ثمانیت بخش پھل ملیگا۔ جسے ہماری دہلی کی کمائی سمجھنا چاہیئے۔ یہ ثمر شیریں کیا ہے؟ پانچ عاقل۔ بالغ۔ ذیعلم نوجوان ہیں۔ ماشاء اللہ بڑے سلیم الطبع۔ ذہین ہونہار۔ اور سعید الفطرت جنہوں نے مدرسۃ المسیح میں پہنچکر اپنی تعلیم شروع کر دی ہے۔ جس کے ضمن میں وہ دینیات سیکھنے کے علاوہ دیگر علمی ترقیات میں بھی کوشاں ہیں خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے۔ اور سرگرم و مخلص خادم اسلام بنائے۔ آمین

"انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی" "فسبحان الذی اخزی الاعادی"

ادھر ہم تو ان ہونہار نوجوانوں کے داخل سلسلہ ہونے پر خدا تعالےٰ کے فضل و احسان سے خوش ہوتے اور اس کے حضور سجدات شکر بجا لا رہے ہیں۔ اُدھر مخالفین کو ہماری اس کھلی کھلی کامیابی کا غم کھائے جا رہا ہے۔ وہ مشتے بعد از جنگ کے مصداق طرح طرح سے اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔ کوئی ان عزیزوں کے ورثاء کو بہکا کر ان کے لئے مشکلات کے پیدا کرنے کے درپے ہے۔ کوئی زبانی و تحریری طور پر ان کی بدگوئی و دل آزاری کو ایک کارِ ثواب سمجھ کر اس میں کوشاں ہے۔ کوئی رفع خجالت کے طور پر یہ لغویات پیش کرتا ہے۔ کہ کیا ہوا قادیانی چند آدمیوں کو اپنا بنا لیگئے مگر خاص دہلی کا تو ان میں ایک بھی نہیں۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ سچائی باوجود تمہاری سرد مہری اور بے اعتنائی کے اپنا کام کر گئی۔ اب تم کف افسوس ملا کرو۔ اور ابھی اسے بہت کچھ کرنا باقی ہے جو خدا چاہے تمہاری آنکھوں دیکھتے ہو کے رہیگا۔ ہاں زندگی شرط ہے۔ جیئے گا۔ دیکھ لیگا ۔

تم میں کتنے ہیں؟

جو منکر یہ کہکر اپنا جی خوش کرتے ہیں۔ کہ دہلی کے نو مبائعین میں خاص شہر کا ایک بھی نہیں۔ ان سے ہم یہ پوچھتے ہیں۔ کہ تم میں سے کتنے خاص دہلی کے باشندے ہیں؟ ہمارے نزدیک تو دہلی کی دو تین لاکھ آبادی کا بہت ہی قلیل حصہ اصل نسل دہلی والی ہوں گے۔ ان میں بھی بہتیرے تو بچارے اپنی موجودہ حالت میں ایسے حیران و سرگردان ہیں۔ کہ فکر معاش ہی سے فارغ البال نہیں۔ وہ تلاش حق اور قبول حق کی کیا توفیق پاتے۔ اللہ تعالےٰ ان کے حال پر رحم فرمائے۔ خدا جانے کن غفلتوں کا خمیازہ ہے جو وہ بھگت رہے ہیں۔ دینی تحقیقات اور دنیوی ترقیات کے موقعے انہیں کہاں حاصل؟ رسم پرستی کی مکروہات اور بسر اوقات کے تفکرات ہی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ دہلی میں ایک بڑا حصہ تجارت پیشہ لوگوں کا ہے۔ جو یقیناً دہلی کے نہیں۔ پھر ان کی زندگی بھی جیسی عبرت انگیز ہے۔ انہی کا جی جانتا ہے۔ کہ کس اُدھیڑ بن میں گذرتی ہے۔ صبح سے شام اور شام سے صبح کاروبار کے ہی سوچ بچار کرتے ہو جاتی ہے۔ کھانا بھی شکم سے بال بچوں میں بیٹھ کر ٹھیک وقت پر نصیب نہیں ہوتا۔ رہے دستکاری پیشہ یہ بھی آبادی کا بڑا حصہ ہیں۔ اور کم و بیش بشرح ایضاً۔ خاندانی رؤساء کو جو خال خال مگر ہیں اپنی حکام رسی کے مشاغل اور وجاہت و عزت کے تشیب و فراز سے ہی کسی وقت چھٹکارا نہیں۔ بس لے دے کر وہی تھوڑا سا حصہ علم دوست حق جو اور صداقت کے طالبوں کا رہگیا۔ جنہیں علمی مشاغل مذہبی مباحث سے واسطہ ہو سکتا ہے۔ اب خواہ وہ خاص شہر کے ہوں یا باہر کے آئے ہوئے۔ خاص دہلویوں میں خیر سے یہ مادۂ سعادت ہی کتنا کچھ رہگیا ہے۔ کہ اپنی رسوم۔ مزعومات اور مسلمات میں کسی ترمیم و اصلاح کی ضرورت سمجھیں پس ہمارے میدانِ تبلیغ میں سکانِ دہلی کا یہی ایک طبقہ بحالت موجودہ ہمارا مخاطب صحیح تھا جسپر اپنا اثر ڈالنے اور متعدد سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ لانے میں ہم کامیاب ہوئے۔ فالحمد للہ۔ اب جو کوئی یہ کہکر اپنا دل ٹھنڈا کرتا ہو۔ کہ ان نو مبائعین میں دہلوی ایک بھی نہیں۔ اسے ایسی بے سر و پا بات زبان پر لانے سے قبل یہ سوچ لینا چاہیئے۔ کہ خود تم میں خاص دہلی کے کتنے ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ واقعات یہی بتلاتے ہیں کہ خاص دلی والے جو کبھی تھے۔ وہ بہت سے تو دورانِ انقلاب میں ردائے دوان ہو کر بجا مے نہیں معلوم کہاں کہاں جا بسے۔ اور ہزاروں اس ساٹھ ستر سال کے عرصہ میں ہندیوں اور پہاڑ گنجوں میں جا سوئے اب جو بھی دہلی والے ہیں۔ جو دہلی میں رہتے ہیں۔ قطع نظر ان ملازمان سرکاری سے جو از سرِ نو پایۂ تخت بننے کی وجہ سے مختلف وقتوں کے ساتھ آئے۔ اور شہر سے باہر رہتے ہیں ۔

قابل غور سوال

تو اسوقت (مسلمان) اہل دہلی کے واسطے یہ ہے کہ جن بوسیدہ مقدمات اور باطل خیالات کا آج انہیں علم ہے۔ وہ غیر مذاہب کے عقول کہاں تک مقابلہ کر سکتے ہیں اسلام کو دنیا میں پھیلانا اور اغیار پر دینِ حق کی حجت تمام کرنا تو درکنار خود اپنی آئندہ نسلوں کو بھی دشمنانِ اسلام کی دست برد سے بچا سکتے ہیں جو مدت سے اندر ہی اندر اپنا کام کر رہے ہیں۔ بہتوں کو صداقت اسلام سے بدظن بلکہ بیزار کر چکے ہیں۔ بہتوں کو عملاً دہریہ بنا دیا ہے۔ اور اکثر و بیشتر حصہ کی یہ حالت ہے کہ کہنے کو تو اللہ رسول کے نام لیوا ہیں۔ مگر افسوس صد افسوس انکی زندگی کا کوئی بھی اثبات کی شہادت نہیں دیتا۔ کہ انہیں اللہ رسول سے کسی قسم کا صحیح و قوی تعلق ہے۔ یا وہ درسم و عادت نہیں بلکہ حقیقی دین کیلئے اپنے دلوں میں کچھ بھی غیرت رکھتے ہوں ۔

اے اہل دہلی!

ہم محض ہمدردی اور اخلاص سے تمہیں اسطرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ تم وقت و فرصت کو غنیمت جانو افسوس ابتک تو تمنے اپنی فہم و فراست اور مآل اندیشی کا کوئی ثبوت نہیں دیا کیا ہم تمہارے گھر میں آئے۔ ہمنے تمہارے سامنے سلسلہ حقہ کی صداقت کے وہ وہ دلائل پیش کئے جنہیں بڑے بڑے سنت تمہارا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی رد خیر سابقہ میں عنقا سمجھتے گئے ہیں۔ مار نہیں سکا۔ اور نہ قیامت تک کر سکتا ہے۔ ہم نے سچائی کو

فہرست کتب فاروق ایجنسی قادیان

ہر ایک کتاب بجائے خود ایک علمی خزانہ ہے۔ یہ کتابیں ناول یا فسانہ نہیں۔ تھوڑی تعداد رکھی ہے۔ ثنائیین جلد مستفید ہوں چار آنہ سے کم کی فرمائش نہونی چاہیئے۔ جو کتاب ختم ہو جاوے اس کی روانگی میں مجبوری تصور ہوگی ۔ محصولڈاک بذمہ خریداران ہوگا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نام کتاب	قیمت
النبوۃ فی خیر الامۃ بالکل اچھوتی کتاب جسمیں آیہ کریمہ خاتم النبیین کی کامل بحث اور آیہ عظیمہ اکملت لکم دینکم کی سیر کن تفسیر جس سے مخالفوں کے تلمے ٹوٹ گئے اور چھکے چھڑا دیئے۔ اور انحناس یوسوس فی صدور الناس کا سر ایسا کچلا گیا کہ قیامت تک سر نہیں اٹھ سکیگا۔ انعامی ایکہزار	۱۴ر
ختم نبوۃ کی حقیقت :۔ اسمیں ان تمام احادیث کا جواب مکمل و مبسوط طور پر دیا گیا ہے۔ جنمیں مخالفین سلسلہ احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کی نہایت سمجھ کر مباحثات میں ہمارے خلاف پیش کرتے ہیں۔ گویا النبوۃ فی خیر الامۃ کا یہ دوسرا حصہ ہے جسمیں حیث لانبی بعدی کی مکمل بحث ہے	۸ر
ایڈیٹر اہلحدیث کا رد آئینہ حق نما ۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے پایہ ناز رسالہ الہامات مرزا کا مکمل و مفصل دندان شکن مبسوط تسلی دید و لائق شنید جواب ۔	۱۳ر
علماء خلف ۔ مصنفہ ایڈیٹر الحق جو جو زمانہ کے علماء سو کا اصلی فوٹو سمہ تمام انجمنوں و مدارس کے حالات کے کھینچا گیا ہے۔ اور امرتسری کذب کے دس مسلمہ جھوٹ جن کا جواب نہ ہو سکے ۔	۸ر
ثنائی ہرزہ درائی ۔ امرتسری کذب کی الف سے لیکر ی تک ردیف وار ان گالیوں کی فہرست جو کذب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خدام ذوالاحترام اور عام احمدیوں کو بھٹیاریوں بازاری عورتوں کی طرح دی ہیں جن کی تعداد ۲۰۵ سمہ حوالہ اخبار اور رسالجات	۸ر

نام کتاب	قیمت
ثنائی صفحہ ستار بیخوار درج کیگئی ہے۔	۰۲ر
ثنائی فرار و مباہلہ سے انکار۔ ثناء اللہ امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کرنے سے انکار و فرار کرنے کا باقرار ثنائی لاجواب ثبوت۔ جسکا نام بھی ثناء اللہ نے زبان سے نہیں لی۔ جواب تو درکنار ۔	۰۳ر
فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری فیصلہ والے اشتہار کا بیان مولوی ثناء اللہ اینڈ کو کے جملہ مکائد کی پوری پردہ دری کرکے خاتم الخلفا جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حق میں فیصلہ الٰہی کا سلمہ خصم مسکت و مکمل جواب	۰۳ر
فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی۔ جسمیں حضرت مسیح موعود کی وفات اور مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری کی حیات پر آفات کو اسی مکذب کے مسلمات پر حضرت اقدس کے لئے صداقت کی دلیل ثابت کیا گیا ہے ۔	۱۳ر
چودھویں صدی کا یہودی مصنفہ ایڈیٹر الحق ۔ امرتسری مکذب کا حضرت اقدس کے مقابلہ میں مثیل آریہ عیسیٰ یہودی ہونے کا تحریری اقرار اور حضرت ممدوح کی صداقت کا مسلمہ خصم ثبوت ۔ انعامی یکصد روپیہ	۰۲ر
صادق کلمات ۔ جواب ثنائی ہفوات ثناء اللہ امرتسری کے ہفوات مرزا کی لاجواب دندان شکن تردید۔ مصنفہ مولوی سید محمد صادق حسین صاحب مختار عدالت امادہ	۰۴ر

نام کتاب	قیمت
ثنائی چکر۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت	۱ر
عشرہ سوالات کے جوابات صوبہ بہار کے علماء مخالفین نے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو بڑے بڑے دس اعتراض کئے تھے۔ اور یہی اعتراض عموماً ہر ایک مخالف ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔ ان کے مکمل۔ مدلل۔ مبسوط و مفصل جواب قابلدید احمدی برادران ۔	۰۸ر

پیغام پارٹی کا رد

خلافتِ محمود اور مصلح موعود مندرجہ عنوان نام رسالہ عاجز ایڈیٹر الحق کا امیر المدت پیغام پارٹی مسٹر محمد علی صاحب سابق ایڈیٹر ریویو کے رسالہ "المصلح الموعود" کے جواب میں ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ تمام وہ اشتہارات جو مصلح موعود کے متعلق ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے لیکر ۲۰ جنوری ۱۸۸۹ء یوم پیدائش مصلح موعود تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مشتہر فرمائے تھے۔ طبع کر دئے ہیں۔ تاکہ امیر القوم کے تمام وہ جعل جو تکذیب پیشگوئی مصلح موعود میں اس نے کئے ہیں۔ اصل اشتہارات کے مطالعہ سے ہی پاش پاش ہو جائیں۔ علاوہ تمام اصل اشتہارات متذکرہ صدر کے وہ تمام تحریریں جو مصلح موعود کے تعیین میں حضرت اقدس نے اپنی کتب وغیرہ میں تحریر فرمائی ہیں بالفاظہ شامل کر دی ہیں ۔	۰۳ر
ازاق الباطل ۔ یہ رسالہ مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ امیر المدت پیغام پارٹی کے ان عقاید فاسدہ کی تردید میں ہے جو مسٹر مذکور نے بطور ضمیمہ اخبار "پیغام" جنگ مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۹۱۴ء میں شائع کرکے سادہ لوح احمدیوں کو دھوکہ دینا چاہا تھا۔ کہ وہ سب اس کو احمدی سمجھیں خدا کے فضل سے خادم سلسلہ قائم نے ان عقائد کا فساد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد سے مقابلہ کرکے ظاہر کر دیا ہے اس رسالہ کے چند نسخے باقی ہیں ۔	۰۸ر
الحق نمبر ۱۰-۱۱ ۔ اس میں مکرمین خلافت کی لاجواب طریق پر ان کے مسلمات اور مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات مطبوعہ سے تردید ہے۔ چند پرچے باقی ہیں ۔	۰۲ر

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ازالہ اوہام تقطیع خرد ایڈیشن اول مجلد دو جلد نایاب ۔ اصلی قیمت تھے۔ موجودہ قیمت صہ	للعہ
حقیقۃ الوحی مجلد	۰۸ر
تحفہ قیصریہ	۰۲ر
لیکچر سیالکوٹ	۰۲ر
لیکچر لاہور	۰۲ر
سناتن دھرم	۰۰ر
لجۃ النور	۰۵ر
نشان آسمانی	۰۲ر
برکات الدعاء	۰۲ر
وحدت الوجود پر ایک خط	۰۲ر
حضرت اقدس کی تقریریں	۰۳ر
ضرورت الامام	۰۱ر
لغات القرآن عبدالحی عرب دو جلد مکمل	۰۸ر

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی ایم قاسم علی نے چھپوا کر شائع کیا